مسلمانوں کے لئے
نئی تخلیق کی کتاب

از

فل گوبل و نسیم منیّر

حقوق ناشر بحق فل گوبل اور نسیم منیّر محفوظ

کتاب اوّل

زمین کی جانچ

سچائی کی آپ اپنے گھر میں کس حد تک پذیرائی کرتے ہیں ؟

کیا آپ ہمارے باپ حضرت ابراہیم کی مانند ہیں ؟
جب تین آدمی اس کی رہائش گاہ پر پہنچے ،
حضرت ابراہیم جان گیا کہ وہ اصل میں کون ہیں۔
انسان کے بھیس میں فرشتے ،
گرچہ اُسکی بیوی گھر میں کافروں کی طرح ہنس رہی تھی
پھر بھی ہمارے باپ حضرت ابراہیم نے
ان کے پیغام کے لئے
اپنا دل کھولا(۱) (نوٹ نمبر ا دیکھئے)

کسان اور چار قسم کی زمین

مختلف لوگوں کا سچائی کی طرف مختلف ردّ عمل ہوتا ہے
جیسے جب ایک کِسان بیج بوتا ہے
مختلف قسم کی زمین مختلف ردّ عمل ظاہر کرتی ہے۔

مِثل مشہُور ہے

فرض کریں کہ ایک کِسان بیج بونے کے لئے جاتا ہے
جیسے ہی کِسان نے بیج بوئے
کچھ بیج راہ کے کنارے گرے
اور پرندوں نے آکر انہیں چُگ لیا
کچھ بیج پتھریلی زمین پر گرے
جہاں پر وہ جلدی ہی اُگ آئے
لیکن جب سورج نکلا تو
زیادہ مٹی نہ ملنے پر جڑ نہ پکڑی

اور جلد سوکھ گئے
اور کچھ بیج جھاڑیوں میں گرے
اور جھاڑیوں نے بڑھ کر انہیں دبالیا
اور کچھ بیج اچھی زمین پر گرے
اور اُگے اور بڑھے
اور بڑھ کر پھل لائے
کچھ سو گنا
کچھ ساٹھ گنا
اور کچھ تیس گنا

مثل کی توضیح

سچائی، بونے والے کے ہاتھ سے نکلے ہوئے بیج کی مانند ہیں
وہ کان جو سچائی سنتے ہیں
مختلف قسم کی زمینوں کی مانند ہیں
جن پر بونے والے کا بیج گرتا ہے
سمجھ نہ رکھنے والے کان سچائی سنتے تو ہیں
لیکن شیطان آتا ہے اور
راہ کے کنارے پرندوں کی مانند
سچائی کو اڑا لے جاتا ہے۔
اور جیسے ہی سچائی سننے والے کے دل میں بوئی جاتی ہے
بے ثبات کان سچائی سن تو لیتے ہیں
اور خوش ہو کر خوش آمدید بھی کہتے ہیں
لیکن سننے والے کی خود کوئی پائدار جڑ موجود نہیں ہوتی
اور وہ قائم نہیں رہتا
جب سچائی کی خاطر کوئی بحران اور
ستائے جانے کا وقت آتا ہے

تواس قسم کا سننے والا ایک دم گر جاتا ہے
اور اپنی خواہشوں میں بڑے کان کلام سنتے تو ہیں
لیکن دُنیا کی فکریں
اور لبھاتی دولت
اور زندگی کی راحتیں
کانٹوں کی مانند ہیں جو بڑھ کر سچائی کو دبا لیتی ہیں
اور سننے والے کے اندر قطعی کچھ پیدا نہیں ہوتا
بحر کیف، سمجھ بوجھ رکھنے والے کان، کلام سنتے ہیں
جیسے اچھی زمین بیج حاصل کرتی ہے
اس قسم کا سننے والا اچھی پیداوار لاتا ہے۔
جیسا کہ سو گنا، ساٹھ گنا اور تیس گنا
زیادہ سننے والے اس سے سچائی پا سکتے ہیں
جس کے پاس نیچے دی گئی مثل کی سچائی سننے والے
کان ہوں، تو وہ سنے!

ابنِ ضال

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مومن تھا
جسکے دو بیٹے تھے
چھوٹے بیٹے نے آکر کہا
اے باپ مال کا جو حصّہ
جو مجھ کو پہنچتا ہے
وراثت کے مطابق
مجھے دے دے
باپ نے اپنا مال متاع
اپنے بڑے اور چھوٹے بیٹے میں بانٹ دیا
اس شخص کا بڑا بیٹا صاحبِ ایمان
اور پانچ وقت کا نمازی تھا

اور کئی مرتبہ حج کر چکا تھا
اس کی مذہبی ریاضت کے باعث لوگ اسے
عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے
یہ وہ شخص تھا جو مسجد میں
باکمال طریقے سے نماز پڑھتا تھا
اور جب قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا
تو لوگ دنگ رہ جاتے

چھوٹا بیٹا غلط راستہ اختیار کرتا ہے

بہت دن نہ گذرے کہ چھوٹا بیٹا
اپنا سب کچھ جمع کر کے
دور دراز ملک کو روانہ ہُوا
وہاں اپنا مال
بد چلنی اور آوارگی
میں اڑا دیا
اور جب سب کچھ ختم کر چکا اور باپ کا دیا کچھ باقی نہ رہا
تو اس ملک میں سخت کال پڑا
اور وہ محتاج ہونے لگا
اور وہ اٹھا اور ایک حرامی کے ہاں جا ملازم ہُوا (۲)
اس نے اسکو اپنی زمین پر سؤار چرانے بھیجا
اور اسے آرزو تھی کہ جو پھلیاں سؤار کھاتے تھے
اُنہی سے اپنا پیٹ بھرے
لیکن اس کے ساتھ سؤاروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا
اور اسے کوئی سؤار کی خوراک بھی نہ دیتا تھا

چھوٹا بیٹا اپنے غرور اور خودستائی کو ترک کرتا ہے

اور پھر جب اسے ہوش آیا
اور عقل سے سوچنے لگا
جیسے ایک امیر باپ کا حقیقی بیٹا سوچ سکتا ہے
تو اس نے کہا، "میرے باپ کے کتنے ہی مزدوروں کو
افراط سے روٹی ملتی ہے اور میں یہاں بھوکا مر رہا ہُوں
میں بھٹکنا ترک کرونگا اور سیدھے راستے پر چلونگا
میں اٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاونگا
اور اسے کہونگا
"اے باپ میں آسمان
اور تیری نظر میں گنہگار ہوں
اب اس لائق نہیں رہا کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤں
مجھے اپنے بیٹے جیسا نہیں بلکہ
اپنے مزدوروں جیسا کر لے"
پس وہ اٹھ کر اپنے باپ کے گھر کی طرف چلا

باپ کے پیار نے ناراستی کو راستی میں بدل ڈالا

اب حج کا مہینہ
شروع ہُوا
بڑا بیٹا جو ایک مطمئن دل رکھتا تھا
کچھ وقت پہلے حج پر نہ جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔
چھوٹا بیٹا ابھی دور ہی تھا
باپ نے اُسے دیکھ لیا
اُسے دیکھ کر باپ کو پیار اور ترس آیا
دوڑ کر اپنے چھوٹے بیٹے کو
اپنے گلے لگا لیا
اور محبت بھرے دل سے

اسے چومنے لگا
چھوٹے بیٹے نے اس سے کہا
"اے باپ، میں آسمان اور
تیری نظر میں گنہگار ہوں
اس لائق نہیں رہا کہ تیرا بیٹا کہلاؤں"
باپ نے نوکروں سے کہا،
"اچھے سے اچھا جامہ لاؤ اور
اسے پہناؤ
اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی
اور پاؤں میں جوتی پہناؤ
اور پلے ہوئے بچھڑے کو لا کر ذبح کرو
ہم قربانی کریں گے
جیسی کہ عیدالاضحیٰ کے وقت کی جاتی ہے (۳)
بیٹے کی نجات کا جشن منایا جائے
جیسا کہ حضرت ابراہیم کے وقت سے اب تک نہ منایا گیا ہو
کیونکہ میرا بیٹا مردہ تھا
اب زندہ ہوا ہے
کھو گیا تھا
اب ملا ہے"
پس وہ جشن منانے لگے۔

بڑے بیٹے کا غرور اور خودستائی ترک کرنے سے انکار

اب بڑا بیٹا
ابھی مسجد سے واپس ہی آیا تھا
راستے میں جب وہ گھر کے نزدیک پہنچا
تو اس نے باپ اور بیٹے کے

وصال کی آواز سنی
بڑے بھائی نے نوکر کو بلایا
اور ماجرہ دریافت کیا
نوکر نے آکر بڑے بیٹے سے کہا،
"تیرا بھائی صحیح سلامت لوٹا ہے
اور تیرے باپ نے حکم دیا ہے
کہ قربانی دی جائے اور جشن منایا جائے"

اب بڑا بھائی طیش میں آگیا
اور اندر جانے سے انکار کیا
وہ ایسے دین کو نہیں مانتا
جس میں ایسے کام کیئے جائیں
کیا اللہ تعالیٰ ایسا کر سکتا ہے؟ (۴)
کیا اللہ تعالیٰ ایسی باغی جبلت رکھنے والے
بیٹے کو انعام واکرام سے
نواز سکتا ہے؟
اور نہ صرف یہ بلکہ ایسا بیٹا
جس میں کوئی گُن ہی نہ ہو
یا جس نے قطعی طور پر کبھی
کوئی اچھا یا سیدھا کام کیا ہی نہ ہو
۔۔ کیا اللہ تعالیٰ ایسے باپ جیسا کام کر سکتا ہے؟
بڑے بھائی نے تہیہ کر لیا کہ وہ کبھی بھی اپنے باپ جیسا نہ بنے گا
اور باہر اندھیرے میں بیٹھ گیا اور رنجیدہ ہُوا

باپ کے کلام کو نہ جانا

اس وقت بڑے بھائی نے
سمجھا کہ شاید ایک نوکر اسکی طرف آرہا ہو
مگر وہ درحقیقت اسکا باپ تھا

جو خود اس کو سمجھانے آرہا تھا (۵)
تا کہ بڑا بیٹا
عقل سے سوچنا شروع کرے
اور گھر کی خوشی میں شامل ہو
سو اس نے بیٹے کی منّت کی
لیکن بیٹے نے باپ کو جواب میں کہا
دیکھ کتنے برسوں سے ایک غلام کی طرح (۶)
تیری اطاعت کرتا رہا
اور میں کسی جھجک کے بغیر یہ فخر سے کہہ سکتا ہوں
کہ میں نے پوری دلجمعی کے ساتھ
اس گھر کی روایات کو برقرار رکھا
جبکہ میں مسجد سے واپسی پر کیا دیکھتا ہوں
کہ باپ اور مسرف بیٹے کے
وصال کی آوازیں گونج رہی ہیں
کیا مجھے اپنے آپ کو اتنا گرانا پڑیگا
کہ گھر میں داخل ہو کر اس قسم کے میل ملاپ کا حصہ بن جاؤں

باپ کے شخصی کلام کی وراثت اور گراں قدر موت

باپ نے پریشانی کی حالت میں بیٹے کی طرف
پیار سے دیکھا اور کہا
"تمہیں معلوم ہے کہ ایک وصی کو کس قدر
گراں قدر موت سے گذرنا پڑتا ہے
تا کہ اس کی تمام ملکیت وارثوں کو مل سکے
گو کہ تم کہتے ہو کہ تم مجھ سے پیار کرتے ہو
ایک حق بجانب غلام کی طرح
نہ کہ ایک بھروسہ مند حلیم بیٹے کی طرح"
باپ نے اسکے شانوں پر اپنا بازو رکھا اور کہا،

"کیاتم مجھے بالکل نہیں جانتے
کہ ایسے شخص کی خوشی میں نہ شامل ہوسکو
جو کہ صحیح راستے سے بھٹک چکا تھا
مگراب تجدیدی عمل سے لوٹا
اور راہنمائی پائی
تیری ہی طرح
تیرے بھائی میں بھی فطری جبلت تھی
جو مردہ تھی مگراب وہ بحال ہوئی ہے
کہ وصال کی بخشرت زندگی پائے
اپنے باپ کے گھرانے کے وارث کی طرح "۔ (۷)

کیا آپ تخلیق نو کا دل حاصل کرنے کے آرزومند ہیں،
ایک چھوٹے بچے کا دل،
دل جو سچائی کو پہچانتا ہو؟

کیا آپ نے حضرت عیسےالمسیح کے بارے میں نہیں پڑھا
کہ وہ "شفاء دیگا ان کو جو اندھے پیدا ہوئے
اور کوڑھیوں کو۔۔۔۔اور مُردوں کو زندہ کرے گا؟ " (۸)
انہوں نے لوگوں کے لئے ایسا کیوں کیا؟
اس واسطے کہ زبور میں لکھا ہے
کہ خدا "اپنا کلام نازل کر کے ان کو شفاء دے گا
اور ان کو جہنم کے گڑھے سے رہائی دے گا" (۹)۔
کیا آپ نے نہیں پڑھا
"مسیح، عیسیٰ، یسوع ابن مریم،
اللہ کا رسول تھا، اور اس کا کلمہ" (۱۰)
خدا نے ہمیشہ اپنے کلمے سے پیار کیا

جیسا باپ اپنے اکلوتے بیٹے سے پیار کرتا ہے،
اور اس کا کلمہ ہمیشہ سے
اللہ کی معرفت رہا ہے
جیسے بیٹا اپنے باپ کا پرتو ہے۔
کون کافر یہاں مریم کا نام لے گا؟
وہ محض اپنا جسم مستعار دینے والی تھی،
کیونکہ اللہ کی کوئی بیوی نہیں اور کوئی ماں نہیں اور کوئی شریک نہیں
اسے کبھی کسی انسان کی ضرورت نہیں رہی
وہ ہونے کے لئے جو وہ ہمیشہ سے ہے،
یعنی ایک اور واحد خدا۔

صرف ایک بچے کے دل کی مانند انسان ہی سچائی کو جان سکتا ہے

کہانی کچھ یوں ہے کہ حضرت عیسیٰ جو اللہ کا کلمہ ہیں
ارضِ مقدس میں بہت لوگوں کو شفاء دیتے رہے۔ اور
جب وہ بیٹھ گئے،
ہر متلاشی حضرت عیسیٰ کے پاس
اپنے بچے کو لایا
تاکہ وہ اس پر برکت چاہیں۔
پس، بڑی شفقت سے، حضرت عیسیٰ نے
جو خدا کے دل کے پیار کو مرتعش کرتے ہیں
ہر ایک کو اٹھایا
اور ہر بچے کو
باری باری اپنی گود میں بٹھایا۔
اور اسی وقت آپ کے حواریوں نے
بے صبری کے ساتھ مداخلت کی اور والدین سے کہا
کہ ان کو جانا ہو گا۔

لیکن حضرت عیسیٰؑ بچوں سے پیار کرتے تھے جو، جیسے کہ ہر کوئی جانتا ہے،
بے حلیمی سے اور پورے دل سے لے لیتے ہیں جو کچھ ان کو دیا جائے۔
چھوٹے بچے ہر شے کو تحفہ سمجھتے ہیں
ایسی شکر گذاری کے ساتھ جیسے وہ خدا کے ہاتھ سے ملی ہو۔
اور نہ کسی ایسے رجحان سے کہ وہ
خیال کریں کہ وہ کسی اچھے کام کے باعث خدا کی مہربانی کے مستحق ہیں،
اس لئے کہ ان کی اپنی چھوٹی سی نظر میں
وہ عقلمندی سے اپنے بارے میں نہیں جانتے
کہ انہوں نے کوئی اچھا کام کیا ہے۔
حضرت عیسیٰؑ نے کہا،
"چھوٹے بچوں کو میرے پاس آنے دو
اور انہیں منع نہ کرو۔
کیونکہ ایسے لوگ جو ان جیسا دل رکھتے ہیں
خدا کی بادشاہی ان کی ہے۔
میں تم سے بالکل سچ کہتا ہوں،
جو کوئی بھی
ایک چھوٹے بچے کی طرح
خدا کی بادشاہی کو
قبول نہ کرے
وہ اس میں ہرگز داخل نہ ہوگا" (۱۱)

اس وقت سے سچائی نقول میں گم نہیں ہو گئی ہے
بلکہ باپ کے سچائی کے شخصی کلام کو
چھوٹے بچے بھی پہچان سکتے ہیں

حضرت عیسیٰؑ کو اپنے لوگوں سے ایک تکلیف تھی،
کہ وہ صحیح تفسیر کو دبا دیتے تھے

جو کہ الہامی نوشتوں میں انکی آمد کے بارہ میں تھے۔
تاہم، جنہوں نے کوشش کی کہ اللہ کی کتاب کے مکاشفہ کو چھپادیں (۱۲) کامیاب نہ ہوئے
جیسا کہ ۱۹۴۷ء میں ایک مسلمان بچے نے ثابت کردیا
جب اس نے بحر مردار کے طومار دریافت کئے۔
عبرانی بائبل کی ہر کتاب (سوائے ایک کے) کے نہایت قدیمی حصے
تحریری نسخہ جات کی شکل میں مل گئے،
اور شک وشبہ کرنے والے عالم شرمندہ ہوئے
جو بائبل کے صحیح ہونے اور قابل اعتبار ہونے
اور غلطی سے مبّرا ہونے پر حملہ آور رہتے تھے۔ (۱۳)

کیا آپ قدیم انبیا کو پڑھنا چاہتے ہیں
ایک چھوٹے بچے کے حلیم دل کی طرح؟ (۱۴)

کتاب دوئم :
نئی تخلیق کا سیدھا راست

خدا کو علم ہے کہ آپ کہاں رہتے ہیں۔۔

اور یہی علم شیطان اور جنات کو بھی ہے۔
یہ ایک مردِ خدا پر جدید دور میں
ظاہر ہوا۔
یہ ایک سچی کہانی ہے۔

دعا کا معجزانہ جواب ملا۔

ایک مردِ خدا ایک صبح اللہ کو پکار رہا تھا
کہ جماعت میں زیادہ لوگ آئیں
وہ اللہ کے حضور سجدہ ریز تھا
اور اونچی آواز میں التجا کر رہا تھا
چھوٹے سے کمرے میں تنہا۔
یہ اکلوتی مسجد تھی
جس میں لوگ دعا کے لئے ملتے تھے
کیونکہ بیدین رہنماؤں کو
اللہ سے زیادہ سیاست سے دلچسپی تھی
جنہوں نے اللہ کی جماعت کو
عوامی اجتماع کی جگہ سے نکال باہر کیا تھا
لیکن تعریف خدائے واحد کی ہو جو دعاؤں کو سنتا ہے
جب ہم اسکو پکارتے ہیں
ہمارے خدا جیسا اور کوئی نہیں
تعریف صرف اسی کی ہو
وہ کسی جگہ پر فرماتا ہے۔
انکے پکارنے سے پہلے میں جواب دونگا

اور جب وہ دعا کر ہی رہے ہونگے تو میں سُن لونگا

درحقیقت مردِ خدا کی دعا

اسکی التجا کرنے سے کئی ہفتے پہلے ہی سن لی گئی

خدا دعا کے جواب کے لئے تیار ہو رہا تھا۔۔

یہ ایک سچی کہانی ہے

ایک جوان مرد اور اسکی بیوی کئی دنوں سے سفر میں تھے

انہیں ایک مردِ خدا کی تلاش تھی

اللہ تعالےٰ نے ایک روحانی سفر کے لئے راہنمائی کی

کیونکہ اللہ کو پہلے سے ہی دعا اور جواب کا علم تھا

جواب اثر پزیر تھی

ہم ان سچائی کے متلاشیوں کو

عائشہ اور احمد کہیں گے۔

جنہوں نے مردِ خدا کے روحانی علم کے بارہ

میں بہت پہلے سے سن رکھا تھا

گرچہ وہ اس سے کبھی نہ ملے تھے

پس وہ حضرت ابراہیم کی طرح نکل کھڑے ہوئے

'جس نے ایمان کی وجہ سے تابعداری کی

جب اسے پکارا گیا کہ وہ ایک نئی جگہ پر جائے

جو اس کو وراثت میں ملنے والی تھی

تو وہ چل نکلا

نہ جانتے ہوئے کہ وہ کدھر جا رہا تھا'

حضرت ابراہیم ہی کی طرح یہ مرد اور عورت صحیح راستہ کی

تلاش میں تھے

راستبازی کا راستہ

اور وہ ایسا اس مردِ خدا کی رہنمائی میں

کرنا چاہتے تھے

یہ مرد اور عورت اپنی زندگی اللہ کے حوالے کرنا چاہتے تھے
اور اسکے کلام میں سے زندگی کے راستے کی تلاش میں تھے
جیسا کہ کہا گیا ہے،
"مجھ کو اپنے احکام پر لے چل
کہ اسی میں میری خوشنودی ہے"
تاہم عائشہ اور احمد کو علم نہیں تھا کہ یہ مردِ خدا
کس گاؤں میں رہتا ہے
اور نہ ہی یہ کہ اسکا گھر کس گلی میں ہے
لیکن تعریف صرف خدا کی ہو
کیونکہ کہا گیا ہے،
"تیرا کلام میرے پاؤں کے لئے چراغ
اور میری راہ کے لئے روشنی ہے"

معجزہ رونما ہوتا ہے

اسی رات معجزہ ہونے سے پہلے
احمد اور عائشہ نے ہوٹل میں ایک کمرہ لیا
جو اس جگہ سے کچھ ہی دور تھا
جہاں مردِ خدا رہتا تھا
اسی صبح
جب مردِ خدا
اللہ سے خلوصِ دِل کے ساتھ دعا کر رہا تھا کہ اور لوگوں کو بھیجے
عائشہ اپنے بچے کو لے کر چہل قدمی کے لئے نکلی
اور وہ گلی میں جا رہی تھی
جب وہ چل رہی تھی
تو وہ ایک عمارت کے پاس پہنچی
جہاں مردِ خدا سجدہ ریز تھا
اور خدا کو پکار رہا تھا

(گو کہ عمارت پر کچھ لکھا ہوا نہ تھا
اور نہ ہی کوئی ایسا طریقہ موجود تھا کہ جانا
جا سکتا کہ مردِ خدا اندر تھا)
عائشہ رکی اور ایک گزرتی ہوئی عورت سے دریافت کیا
کہ کیا اسے کسی مسجد کا علم ہے
جہاں اس علاقے میں دعا کی جا سکے
راہ گذر عورت ایک نومرید نکلی
جس کا تعلق خدا کے لئے ستائے گئے اُس گروہ سے تھا
جو مردِ خدا کی رہائش گاہ پر اکٹھے ہوتے تھے
نہ صرف یہ
بلکہ ان عورتوں کا
رضائے الٰہی سے
مسجد کے سامنے ہی
آمنا سامنا ہُوا
'خداوند سچے آدمی کے قدموں کو قائم کرتا ہے'
یہ کہا جاتا ہے۔
بہت سے اپنی تعلیم میں غلطی کرتے ہیں
وہ نہ تو کلام کو جانتے ہیں اور نہ ہی خدا کی طاقت کو
اور نہ خدا کے پیار کو، جو سمجھ سے بالکل باہر ہے
جو کچھ اللہ پہلے سے جانتا ہے وہی اس کی پہلے سے رضا ہے
'مِل ملا کر ان کے لئے بھلائی پیدا کرتے ہیں
جو اللہ سے پیار کرتے ہیں، جو اس کے مقصد کے لئے بلائے گئے ہیں'
وہ مبارک ہیں کیونکہ وہ 'اس کے کلام سے ٹھوکر نہیں کھاتے'
اسی لمحے پھر
جونہی مردِ خدا نے ان الفاظ کے ساتھ
اپنی التجا ختم کی 'اے خدا ہمارے پاس اور لوگ بھیج'

دروازے پر دستک ہوئی
مردِ خدا کو عائشہ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا
"کیا آپ جانتے ہیں میں اور میرا شوہر
کہاں جماعت ڈھونڈھ سکتے ہیں" عائشہ نے پوچھا
'ہاں' مردِ خدا نے حیرانی سے کہا
'الحمدللہ' عائشہ نے کہا
'کیونکہ ہم ایک خاص مردِ خدا کی
تلاش میں ہیں'
پھر اس نے اپنا نام بتایا
'کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ میں اُسے کہاں مل سکتی ہوں ؟
"میں وہی ہوں" مردِ خدا نے جواب دیا۔
"کیا۔۔۔" عائشہ ششدر رہ گئی
پس مردِ خدا نے دیکھا کہ
اس کی دُعا کا جواب اچانک اور معجزانہ طریقے سے ملا۔
خدا نے عورت کی مردِ خدا تک رہنمائی کی
راہنما جانتا تھا کہ وہ کہاں رہتا ہے
کیونکہ راہنما عالمِ کُل ہے
اُسی گھڑی جماعت ایک بار پھر بڑھنے لگی،
بے دین لوگوں کی مخالفت کے باوجود۔
اور عائشہ اور اس کے شوہر احمد دونوں نے
سمندر میں اسلامی نئی تخلیق بننے کے لئے
غسلِ موت کی اطاعت کی،
اور اپنے باطن کی صفائی کے لئے اللہ کو پکارا
اور نئی زندگی کے وضو میں داخل ہوئے
کہ اللہ کی لازوال رُوح میں نئے بن جائیں
یہ دس سال پہلے واقع ہوا

پھر مردِ خدا کسی دوسری جگہ چلا گیا۔

برسوں بعد ایک اور معجزہ ہُوا۔

کیا ایک معجزے کی ضرورت ہے
جو فرق ظاہر کر سکے
ایک سچے مسلمان استاد میں
اور ایک بناوٹی مسلمان استاد میں ؟
کچھ ہی عرصہ پہلے احمدؔ نے مردِ خدا کو
دوسرے شہر سے یہ بتانے کے لئے ٹیلیفون کیا
کہ عائشہ طلاق چاہتی ہے
ان کی ازدواجی زندگی میں کچھ مسائل تھے
اور وہ مدد کے لئے کسی اور آدمی کے پاس گئی تھی
جو کہ ایک دھوکے باز شخص تھا، مگر
ایک اچھے مرشد ہونے کا دعویٰ کرتا تھا
لیکن حقیقت میں وہ ایک جھوٹا اور بناوٹی مسلمان مرشد تھا
وہ جنتر منتر کی دنیا میں گھومنے والا،
تعویذ دھاگے کرنے والا، افسوں گر،
جنات کا آشنا، طلسمات اور روحوں سے رابطہ رکھنے والا،
خدائی دعویداری کرنے والا، پیری مریدی، قسمت کا حال بتانے والا،
جادوئی الفاظ استعمال کرنے والا اور بری خواہش رکھنے والا تھا۔
کیونکہ کہا گیا ہے۔
"اب تو اُس کی طرف (یعنی خدا کی طرف) رجوع لا
اور صلح رکھ
تب ہی بھلائی تیری طرف آئیگی۔"
لیکن کچھ لوگ جنات اور شیاطین سے زیادہ تعلق رکھنا پسند کرتے ہیں
نہ کہ اللہ کے کلام سے، جیسا کہ کہا گیا ہے
"میرے لوگ تیرے کلام کے علم کے بغیر ہلاک ہو رہے ہیں

کیونکہ انہوں نے تیرے کلام کے علم کو رد کیا۔"

یہ جنات کی مدد حاصل کرنے والا

جس سے عائشہؓ نے مشورہ کیا

اس نے اُسے چین اور اطمینان کا وعدہ کیا

حتیٰ کہ جسم سے باہر نفسی تجربات کے ذریعے

اس نے اُس کو "روحانی عاملوں" جو "نوری اشکال" میں ظاہر

ہوتے ہیں ان سے براہِ راست رابطہ رکھنے کی پیشکش کی۔

ایسے جعلی رہنما، جیسا کہ یہ شخص بھی تھا،

شیاطین کی مانند ہیں جن سے یہ رابطہ رکھتے ہیں۔

یہ غلیظ مذہبی خوانچہ فروش ہیں جو

اللہ کے خادموں کے بھیس میں نظر آتے ہیں۔

ایسے جعل سازوں سے کچھ بھی غیر متوقع نہیں ہے

اگر، ایسا کہا گیا ہے

"شیطان بھی اپنے آپ نورانی فرشتہ کا ہم شکل بنا لیتا ہے

اور ڈھونڈھتا پھرتا ہے کہ کس کو پھاڑ کھائے"

مردِ خدا عائشہؓ اور احمدؓ کو شادی کے بارے میں بادشاہت کی اصطلاحات میں سکھانے کا فیصلہ کرتا ہے۔۔۔

"مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے۔۔۔۔" (۱۵)

اور بے شک اس کے ہاتھ مبارک ہیں

جس کو بادشاہت کا کُل اختیار دیا گیا ہے

یعنی اللہ کا کلام

تو بھی خدا کی بادشاہت

لفظ میں نہیں

بلکہ طاقت میں ہے

۔۔ مرنے والے انسانوں کے الفاظ میں نہیں

اور نہ ہی فانی دنیاوی طاقت میں

کیا اللہ کے زندہ کلام نے خود اعلان نہ کیا،

"میری بادشاہی اس دنیا کی نہیں،

اگر میری بادشاہی اس دنیا کی ہوتی

تو میرے خادم جہاد کرتے" (١٦)

خدا کی بادشاہی کی طاقت اس کے کلام میں ہے

اور اس کا کلام کیا فرماتا ہے ؟

اللہ نے اپنے قوی عمل سے ہمیں اپنی بادشاہت میں لانا چاہا۔

ابتداہی سے

انسانیت اللہ اور اس کے کلام کے

سیدھے راستے سے

ہٹ چکی تھی۔

پہلے ہی حکم سے

جو نیک وبد کی پہچان کے

درخت کے نیچے دیا گیا

انسانیت نے اللہ اور اس کے جلال کے خلاف

مشتبہ کام کیا۔

اور اللہ کا جلال کیا ہے

اگر وہ قدرت کا کلام نہیں ہے تو ؟

اور اسکی جلالی قدرت کیا ہے

اگر وہ اسکی حضوری کا کلام نہیں ہے ؟

تمہارے نبیوں میں سے ایک نے سچ کہا ہے :

"مسیحا، عیسیٰ، یسوع ابن مریم،

اللہ کا رسول تھا، اور اسکا کلمہ
جسے اس نے مریم پر ٹھہرایا۔ (۱۷)
لیکن اسکا کلمہ جسے اس نے مریم پر ٹھہرایا
اس کے مُنہ سے
دنیا کی تخلیق پر نکلا۔
کیونکہ ابتدا میں
کلام تھا
اور کلام خدا کے ساتھ تھا
اور کلام خدا تھا۔ (۱۸)
قدرت اور حضوری
اللہ کا ازلی کلام تھا؛
اور ہر شے
کلام سے پیدا ہوئی
اور کلام کے بغیر
کچھ بھی پیدا نہ ہوا۔
تب کلام
ظاہر ہُوا
ایک انسانی شکل میں
جو کہ سچا آدمی ہے
سیدھے راستے پر
جو زندگی کے درخت کی طرف جاتا ہے۔
اور اس کے شاگردوں نے اس کا جلال دیکھا،
جلال جو کہ صرف
اللہ کے ذاتی اور ازلی کلام کا ہے،
وہ فضل اور سچائی سے معمور ہے۔(۱۹)
کون کافر یہاں مریم کا نام لے گا

"خدا کی تکفیر میں" بہت سے خداؤں میں سے ایک کی طرح؟ (۲۰)
اے عقل کے اندھو
تم سوچتے ہو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ نے شادی کی؟
کیا کفر ہے!
کس کا ایمان ہو سکتا ہے کہ اللہ شادی کرے گا؟
کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم خدا کے کلمہ کو
لغوی معنوں میں اس کا بیٹا مانتے ہیں؟
ہر گز نہیں!
مریم اپنا جسم مستعار دینے والی سے کچھ بھی زیادہ نہ تھی!(۲۱)
کیونکہ اللہ کی نہ کوئی زوج ہے نہ ماں اور نہ کوئی شریک
اور نہ ہی اسے کسی آدمی کی ضرورت تھی
وہ ہونے کے لئے جو وہ ہمیشہ سے ہے۔۔یعنی ایک!
خدا اپنے ازلی کلام اور اپنی ازلی روح کے ساتھ
ابد سے وحدت میں موجود ہے۔
کون کافر اس کے برعکس سوچ سکتا ہے؟
کیا آپ اس قدر نا سمجھ ہو سکتے ہیں
کہ ایسا کہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے ازلی کلام
اور اپنی دائمی روح کے بغیر موجود تھا؟
کیا آپ کہیں گے کہ ایک وقت ایسا تھا جب اللہ تعالیٰ بلکل خاموش تھا
اور اپنے زندہ کلام کو ادا کرے سے قاصر تھا؟
کیا آپ کہیں گے کہ وہ ایک وقت اپنی روح کے بغیر تھا،
اپنی دائمی روح کے بغیر؟
ایسے کافر اپنے تصوراتی خدا کیساتھ جس کی وہ پرستش کرتے ہیں
وہ کچھ کر گزرتے ہیں جو وہ خوابوں میں بھی خود اپنے ساتھ نہ کریں
۔۔مثلاً، اس کے تمام زندہ فرمان اور زندگی کو رد کر کے
اس کو بے زبان اور بے جان ذات چھوڑ دیتے ہیں۔

کاش ایسا ہو کہ یہ خواب دیکھنے والے جاگ جائیں اور ایسے مہمل خیالات
کو ترک کر کے اپنا مُنہ بند کریں اور اپنی عاقبت سنواریں۔
اسکے بجائے وہ اپنے آپ پر فخر کرتے ہیں
کہ ان کے بے زبان اور بے روح خدا کا کوئی "شریک" نہیں ہے۔
جب اللہ تعالیٰ اپنا خیال ظاہر کرتا ہے تو وہ اپنے کلام کے ذریعہ بولتا ہے
کیونکہ اس کا کلام اللہ تعالیٰ کے ذہن کو منکشف کرتا ہے۔
اگر ہم اپنی سوچ کے انداز کو ختم کردیں
اور اس کے کلام میں زندہ ہو جائیں۔
مردِ خدا نے عائشہ اور احمد پر یہ سب کچھ
ظاہر کیا اور ان کو بتایا کہ وہ کیسے سیکھ سکتے ہیں
کہ وہ اس ذہن کی سوچ سوچیں
جو کہ کلام کے مقدس اوراق میں آشکارہ کیا گیا ہے۔
کیونکہ یہ اسی کی شبیہ ہے جس میں ہمیں خلق کیا گیا ہے
یہ اسی کا جلال ہے جس سے ہم محروم ہو چکے ہیں،
اپنی سوچ میں بے اثر
اور اپنے بے عقل تصورات کے اندھیروں میں گم۔
لیکن اگر اب ہم جنگلی جانوروں کی مانند بن ہی چکے ہیں
(اس جہالت کے باعث جو ہمارے اندر ہے
اور اس اندھے پن کی وجہ جو ہمارے دل میں ہے)،
یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس نے ہمیں ایسے بنایا ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جانوروں کا ذہن نہیں دیا
بلکہ خود اپنے جیسا دماغ عطا کیا ہے
ایک عقلی اور تخلیقی دماغ
جو اسکی پاکیزگی میں اس کے ساتھ رفاقت کا اہل ہے۔

ہمارا مذہب ہماری سیاہ کاریوں کی پردہ پوشی کرتا ہے

تاہم، ہماری گنہگار فطرت نے ہمیں اپنے پاک خدا
سے الگ کر رکھا ہے
اور، اُس بدی کرنے والے کی تابعداری میں،
ہم خود بھی بدکار ہو گئے ہیں،
گو کہ ہم اپنے مذہب کے لبادے کے نیچے،
اپنے گناہوں کو چھپانا پسند کرتے۔
لیکن اللہ تعالیٰ ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا
اُس کی نظروں میں تمام چیزیں
ننگی اور کھُلی ہیں
جسکے ساتھ بہر حال ہمارا تعلق ہے۔
وہ جس نے آنکھ بنائی
کیا وہ خود دیکھ نہیں سکتا؟
یہاں تک کہ ٹھٹھاباز بھی جانتے ہیں
کہ ہم اپنے باپ شیطان کے ہیں
اگر ہم اپنے باپ کی سی بُری خواہش رکھتے ہوں۔
صرف خدا کا کلام ہی
ہمارے دلوں سے ہمکلام ہو کر
نئی تخلیق کی فطرت پیدا کر سکتا ہے۔
جب تک ہم اپنا بھروسہ
زندہ کلام کے علاوہ کسی اور چیز میں رکھتے ہیں
تو وہ "چیز" اصل میں ہمارا خدا بن جاتی ہے
اور ہم اس کے غلام۔
ہم چاہے کتنی ہی مذہبی عقیدت کیساتھ

اپنے تمام مذہبی قوانین اور دستور کی پابندی کرتے ہوں،
تو بھی اس بُت یعنی "چیز" نے ہمارے دلوں میں کلام
کی جگہ پر قبضہ کر رکھا ہوتا ہے۔
اور یہ بُت ہمیں خرابی کی طرف مائل کرتا ہے۔
اب امر و نہی کے احکام
ہمارے روحانی لڑکپن
کیلئے ابتدائی راہنما تو ہیں
لیکن اب وقت آچکا ہے
کہ ہم اس مذہبی رسم ورواج
کی ابتدائی نگرانی سے آگے بڑھیں۔
اور بالغ ورثاء کی مانند
روحانی لے پالک بنائے جائیں۔
جب زندہ کلام
ہمارے اندر گھر کرتا ہے
تو ہمیں اولاد کی سی تابعداری کی روح ملتی ہے ؛
اور ہم حضرت ابراہیم کی روحانی اولاد بن جاتے ہیں
اور خدا ہمارا باپ بن جاتا ہے۔
کیونکہ خدا نے ہمارے دلوں میں
اپنا زندہ کلام بھیجا کہ ہم اُسکی شبیہ پر
بحال ہو کر اُسکی رفاقت کیلئے تیار ہوں،
اور بلا جھجک اپنے باپ کے ساتھ چلیں
اور قوانین کے نیچے اجنبیوں کی طرح لڑکھڑاتے نہ رہیں۔

مردِ خدا سوچتا ہے کہ کس طرح عائشہ کے ازدواجی بندھن کو بچایا جائے

مردِ خدا عائشہ کے بارے میں سوچتا ہے
کہ وہ کس طرح خدا کی مغفرت کو سمجھ سکے ؟
ایسا نہیں ہے کہ خدا کو پیار کرنے اور خدمت کرنے
سے ہمیں مغفرت کی یقین دہانی ملے اُن اعمال کی بنیاد پر
جو ہم نے خدا کے لئے کئے۔
بلکہ خدا نے اپنی محبت اور کرم سے یوں خدمت کی
کہ گناہ کی عدالت کرنیوالے نے ہمارے گناہوں کا
تمام بوجھ خود اُٹھالیا اور سزا اپنے اوپر لے لی۔
اللہ تعالیٰ کے کلام کی لازوال عدالت
اُس کے کلام کی لازوال رحمت بھی بن گئی !
لیکن کیسے ؟
اُس کے کلام کی مجسم شکل، یعنی عیسیٰ المسیح میں۔
پس اس بنیاد پر کہ خدا نے ہمارے لئے کیا کیا
ہم اسکی مغفرت کا یقین کر سکتے ہیں
کیونکہ اُس نے اپنے کلام کے ذریعہ سے ہمیں ایک نیا ذہن عطا کیا
اور اپنی دائمی روح کے ذریعے ایک پیار بھرا ضمیر عطا کیا۔
اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ خود اپنے بارے میں الٰہی فراست سے غور و خوض کیا
اور یہ فہم و فراست اس کا کلام ہی ہے۔ (۲۲)
عیسیٰ المسیح خود ہی وہ کلام ہے
اور وہ ازلی کلام ہے
جس کے الفاظ ہمیشہ قائم رہیں گے۔
حضرت عیسیٰ کی کتاب پیدائش سے لے کر مکاشفہ تک ہے

جو اپنی تعلیم میں غلطیوں سے مبّرا ہے،
اور اُن لوگوں کیلئے، جو ازلی روح کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں،
اس کتاب کی ہر سورۃ کا چھُپا ہُوا منبع اور عنوان حضرت عیسیٰؑ ہی ہیں۔
اور چونکہ کلام باپ کا چھُپا ہُوا ذہن آشکارہ کرتا ہے،
اسلئے اللہ تعالیٰ کا مدعا یہ ہے کہ اس کا ذہن ہم میں بھی سرایت کرے
اسی طرح، جیسا کہ اسکے کلام میں ہے۔(۲۴)
لیکن اسکی پاکیزگی کے عکس کا منعکس
پاش پاش ہو چکا ہے،
اور تمام نسلِ اِنسانی نے، حلیم اور سعادتمند کلام کے خلاف،
مضحکہ خیز غرور اور بغاوت کے باعث اپنا حلیہ بگاڑ لیا ہے
گناہ کی وجہ سے گری ہوئی نسلِ اِنسانی میں
اب بھی اس منعکس کرنے والے ضمیر کے کچھ نشان باقی ہیں۔
نظروں کے سامنے موجود ایک آئینے کی طرح،
ضمیر، نسلِ اِنسانی کو بتاتا ہے
کہ ہم کسقدر بہتر ہوتے
اگر اِنسان نے غرور اور خود پرستی کے
اِنعطافی عمل سے اُس راست عکس کو بگاڑا نہ ہوتا۔
تاہم، ہمارے پاس کوئی حیلہ بہانہ موجود نہیں ہے
جس کی وجہ سے ہم سچائی کو قبول کرنے سے گریز کریں۔
گناہ کی طرف مائل نسلِ اِنسانی
ان کی طرح ہے جن کو کسی وقت یہ حق حاصل تھا
کہ وہ قدِ آدم آئینے میں اپنی کامل شکل کی جھلک دیکھیں۔
مگر وہ دیکھنے کے بعد نافرمان ہو کر چلتے بنے
اور بھول گئے کہ انہوں نے آئینے میں کیا دیکھا تھا۔
اور یہ کامل شکل حضرت عیسیٰؑ یعنی روح اللہ میں نظر آتی ہے
یا پھر اللہ تعالیٰ کے پدرانہ دل میں۔

جس میں سے ابتدا میں کلام ہمکلام ہُوا
اور جسے پھر جنبش دی گئی کہ
وہ آدم کے بھٹکے ہُوئے گھرانے سے ہمکلام ہو۔
اُس نے پکارا: "میں نے لڑکوں کو پالا لیکن انہوں نے
مجھ سے سرکشی کی"
کلام وہ بن گیا
جس کو آنا تھا یعنی
آسمانی ابنِ آدم
"بر ننشاء"(ارامی زبان میں ابنِ آدم)(۲۵)
دانی ایل نبی نے جلال کے بادلوں میں اسے دیکھا اور لکھا:
"میں نے رات کو رویا میں دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں
کہ ایک شخص آدمزاد کی مانند آسمان کے بادلوں میں آیا
......اور اسے دی گئی......ایک سلطنت...... تاکہ سب لوگ
اور امتیں اور اہلِ لُغت اسکی خدمتگزاری کریں۔"(۲۶)
کلام جو ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا،
وہ کلام جو خدا تھا،
یہ وہی کلام تھا جو مجسم ہُوا،
اور ہمارے درمیان رہا،
اور شاگردوں سے کہنے لگا،
"میں تم سے سچ کہتا ہوں
کہ تم آسمان کو کھلا اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جاتے
اور ابنِ آدم پر اترتے دیکھو گے۔"
پس کلام آیا، اور
مُردہ اِنسانیت کو اپنے کلام سے نئے وجود میں زندہ کیا۔
جس طرح باغِ عدن میں گناہ اور اِبلیس نے
آدم کو مغلوب کیا اور وہ

موت کی طرف نیچے اترا

اسی طرح اب ممکن ہُوا کہ آدم باغ کی خالی قبر میں سے اوپر زندگی کی طرف جائے۔

اسکے ذریعے جو ہمارے لئے غالب آیا

یعنی وہ جو مجسّم ہو کر ہمارا امام،

ہمارا نمائندہ،

ہمارا لئے نمونہ،

۔ایک اِنسان جو یہ سب کچھ تھا،

لیکن اِنسان سے بڑھکر،

خدا کی تمام صفات کا حامل،

اللہ کا دائمی شخصی کلام

خدا یعنی آقا سے خدا کلمہ بنا۔

نور سے نور،

خدا سے خدا۔

جبکہ یہ سچ ہے

کہ کلام جو ہے،

جو تھا،

اور جو آنے والا ہے،

کلام جو

خدا کی واضح سوچ،

خدا کی کامل شبیہ،

خدا کی صدائے تخلیق۔

۔جب کہ یہی کلام

نازل ہُوا تا کہ ہمارے دلوں

میں ایمان کے ساتھ سکونت کرے

اور ہمیں وہ بنا لے جو وہ خود ہے

یعنی ہمیں خدا کی شبیہ پر بحال کرے

تاکہ ہم بطور فرزند اس کے باپ کی طرف رجوع لاسکیں
اور فرشتوں سے بڑھ کر
اس کے ساتھ اوپر اٹھائے جائیں۔
(کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم فرشتوں کی عدالت کریں گے ؟)
۔کیونکہ یہ سچ ہے
کیا ہم اس سے یہ نہیں سیکھ سکتے
کہ بے دینی کی زندگی کو رد کر کے اور دنیاوی خواہشوں کو ترک کر کے
اس دنیامیں
پرہیزگاری،
راستبازی اور خدا پرستی کی زندگی گذاریں ؟
کیونکہ اس نے ہم پر خود اپنا کلام آشکارا کیا
تاکہ ہم اللہ کی کامل اطاعت کریں
اور اسکی مرضی پر پورا توکل کریں،
ور اس کے ذریعے اور اس پر ایمان لانے سے
ہمیشہ کیلئے مخلصی حاصل کریں،
کیا ہم جانتے ہیں کہ سچّے واحد خدا
کی تابعداری میں انسان کیلئے کیا امکانات ہیں ؟
پس مردِ خدا نے، عائشہ اور احمد کیلئے، جو شیطان سے
برسرِ پیکار تھے، سیدھے راستے کی تعریف پر روشنی ڈالی۔

اللہ تعالیٰ شیطان کو باندھتا ہے

مردِ خدا جانتا تھا کہ خدا کی بادشاہی
ایک امۃ ہے (۲۸)، یعنی

ایک گھر جس میں تنگ پھاٹک یا تنگ دروازے
کے ذریعے داخل ہونا ہے،
لیکن "ایک زور آور شخص" نے خدا کے گھر کی طاقت کو ہتھیایا،
یعنی ابلیس (بدی کا شہزادہ) نے خدا کے گھر میں
اِنسانیت کو اسیر کیا
اب ابلیس کے مال پر ڈاکہ ڈالنا ہوگا
تاکہ اِنسان کو اسکے چنگل سے آزاد کرایا جائے۔
ابلیس کی طاقت موت ہے
کیونکہ سب اِنسان جو آزمائش اور گناہ میں پڑتے ہیں
ان کی سزا موت ہے
گناہ نہایت بھیانک مزدوری ادا کرتا ہے...... موت۔
موت ان کیلئے بھیانک مزدوری ہے
جن کو شیطان نے گناہ کے کاموں میں لگایا ہوا ہے۔
چاہیے کہ اس زور آور کے مال پر ڈاکہ ڈال کر
انسانوں کو اسیر کرنے کی طاقت، جو کہ موت کا خوف ہے،
اور جو انسانوں کو تباہی کیلئے آزماتی ہے، چھین لی جائے۔
گناہ اور موت کے شریعت کے مطابق
اللہ کا کلام ہی اس مال پر ڈاکہ ڈال کر
ابلیس کو شکست دے سکتا ہے۔
پس کلام اللہ یعنی حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں کہا گیا ہے
کہ "وہ اپنی موت کے وسیلہ سے ابلیس کی تمام طاقت چھین لے،
جسے موت پر اختیار حاصل تھا۔"
""خوشخبری جسکا مردِ خدا نے اعلان کیا
یہ ہی قوت ہے،
روحانی زندگی کی قوت روحانی موت پر،
قوت جو ہمیں ہر بدی سے بچاتی ہے

اور جلد ہی ہمیں برائی کی موجودگی سے رہا کریگی
جب تمام چیزیں اللہ کے کلام کے تابع کردی جائینگی
اور کلام خود کو بھی اس کے تابع کردیگا
جس نے تمام چیزیں کلام کے تابع کردیں،
تاکہ سب میں اللہ ہی سب کچھ ہو۔(۲۹)
لیکن جب اللہ کا کلام، حضرت عیسیٰؑ، واپس آئیں گے،
کیا زمین پر ایمان پائیگا؟
کیونکہ یہودی امت میں سے بہت سوں نے اسکے بارے میں یقین نہ کیا؛ اور
چونکہ اللہ کے کلام نے انکے دلوں پر حکمرانی نہ کی
اسے بطور اپنا بادشاہ حقارت سے رد کردیا گیا،
اور انہوں نے اسکی بادشاہت کا احترام نہ کیا۔
"لیکن جب انہوں نے کہا (تکبر سے)
'ہم نے عیسیٰ المسیح کو قتل کردیا،
ابنِ مریم کو،
اللہ کے رسول کو'؛
انہوں نے اسکو قتل نہیں کیا،
لیکن ایسا کیا گیا
کہ اُن پر ظاہر ہو......"(۳۰)
ایسا صرف دکھائی دیا
لوگوں نے نہ کہ اللہ نے اُن کی موت کا تقرر کیا۔
پس 'خداوند کو پسند آیا کہ اسے کچلے!'
اور خدا نے "اسے غمگین کیا،"
جیسی کہ نبیوں نے پیشگوئیاں کی تھیں
عیسیٰ المسیح نے اعتراف کیا اور اس بات کی نفی نہیں کی،
"کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں
بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں

مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے
اور اسے پھر لینے کا بھی اختیار ہے۔"
کیا آپ نہیں جانتے کہ خدا کے کلام نے دانستہ طور سے موت گوارہ کی ؟
اسی لئے وہ پیدا ہوا تھا
اور اسی لئے موت کو اپنے اوپر لیا
اور یہی وجہ تھی کہ خدا نے اسے اس دنیا میں بھیجا
کیونکہ خدا نے جہان سے ایسا پیار کیا
کہ اس نے اپنا اکلوتا زندہ کلام دے دیا
کہ وہ گناہ کو ڈھانکنے والی قربانی ہو
ایک "عظیم قربانی"
جیسا کہ کہا گیا ہے
"خدا نے فرمایا :
عیسیٰ میں تمہاری دنیا میں رہنے کی
مدت پوری کر کے تمہیں اپنی طرف اٹھالونگا..." (۳۲)
کیا آپ نے نہیں پڑھا کہ یہودی لوگوں نے
اللہ سے وعدہ کیا
"جب تک کوئی پیغمبر ہمارے پاس ایسی نیاز نہ لے کر آئے
جس کو آگ آکر کھا جائے تب تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں ؟(۳۳)
کیا آپ نے نہیں پڑھا کہ اللہ
جو شفقت میں غنی ہے
اسکی عظیم محبت جس سے اس نے ہم سے پیار کیا
ایسے وقت بھی جب کہ ہم گناہ کی وجہ سے مردہ تھے۔
(جیسے بھیڑوں کو قربانی کے لئے لے جایا جاتا ہے،
جیسے حضرت ابراہیم اپنے بیٹے کو قربانی کیلئے لے کر گئے)،
کہ اللہ نے دنیا سے ایسا پیار کیا
کہ اس نے حضرت ابراہیم کی تباہ شدہ نسل کو مخلصی بخشی"؟(۳۴)

کیا آپ یسعیاہ نبی کی پیشگوئیوں سے ناواقف ہیں
(جو بحر مردار کی دستاویز میں مکمل طور پر محفوظ ہیں
اور سات سو سال بعد یسوع المسیح کی موت میں پوری ہوئی ہیں) :
"لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اسے کچلے۔
اس نے اسے غمگین کیا،
جب اسکی جان گناہ کی قربانی کیلئے گذرانی جائیگی،
تو وہ (مسیح) اپنی نسل کو دیکھے گا۔
اس کی عمر دراز ہوگی
اور خداوند کی مرضی
اس کے ہاتھ کے وسیلہ سے پوری ہوگی۔
اور اپنی جان کا دکھ اٹھا کر
وہ (مسیح) اسے دیکھے گا
اور سیر ہوگا
اپنے ہی عرفان سے میرا صادق خادم
بہتیروں کو راستباز ٹھہرائے گا
کیونکہ انکی بدکاری خود اٹھالیگا۔"
کیا ہم، پھر، حضرت ابراہیم کی تباہ شدہ نسل نہیں ہیں؟
ہرگز نہیں۔
بلکہ خدا نے ان کو (یسوع کو) اپنی طرف اٹھالیا...... (۳۷)
اور اللہ نے ہمیں بھی حضرت عیسیٰ کے ساتھ
روحانی طور پر زندہ کیا
(ہم فضل سے بچائے جاتے ہیں)
اور حضرت ابراہیم کی روحانی نسل کے طور پر
ہم اس کے ساتھ اٹھالئے گئے
اور ہمیں فتحمند ہو کر اسکی دائمی امت
کے ساتھ بیٹھنے کا شرف بخشا۔

تاہم،اب جبکہ سیاہ کاری
اس دنیامیں مکمل طور سے موجود ہے
یہی زندہ کلام
جو کہ آسمان پر اٹھایا گیا
اسی طرح، جیسے اٹھایا گیا
ایک بار پھر واپس آئیگا
اور پھر ایسا ہو گا جیسا کہ کہا گیا ہے
"جس دن آسمان ابر کے ساتھ پھٹ جائیگا،
اور فرشتے نازل کئے جائینگے۔
اس دن سچی بادشاہی خدا ہی کی ہو گی
اور وہ دن کافروں پر مشکل ہو گا......"
"اور وہ (عیسیٰ)
قیامت (آنیوالی) کی نشانی ہے:

تو اس میں شک نہ کرو......"(۳۹)
"تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہو گا) اور
فرشتے قطار باندھ باندھ کر آ موجود ہونگے۔"(سورۃ الفجر ۸۹ : ۲۲)
اس دن کلام اللہ لڑے گا۔
وہ دن جہاد کا ہو گا، یعنی اسکی پاک جنگ کا
اور کلام اللہ المسیح، الدجال کو مار ڈالے گا، یعنی
مخالفِ مسیح اور جھوٹے نبی کو
ان سب کے سمیت جن کو جھوٹے کشف دکھائی دیتے ہیں
یا جو ان سے صلاح لیتے ہیں
یا وہ جو ایک مختلف عقیدہ لے کر آئے ہیں
جو کہ عیسیٰ المسیح کی تعلیم کے برخلاف ہے
اس دن ایسا ہو گا جیسا کہ یحییٰ (یوحنا)

حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں سے ایک :

"پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا

اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے

اور اس پر ایک سوار ہے

جو سچا اور برحق کہلاتا ہے

اور راستی کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے۔

اور اسکی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں

اور اسکے سر پر بہت سے تاج ہیں،

اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے

جسکو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے

اور اس کا نام

کلامِ خدا کہلاتا ہے۔"(مکاشفہ ۱۹ :۱۱تا۱۳)

یہ کلام ایک بار پھر آرہا ہے

خدا کے فرشتوں کی فوجوں کے ساتھ

وہ آرہا ہے کہ نہ ماننے والے گناہگاروں کو سزا دے

اور ایمانداروں کو جو آخر تک ثابت قدم رہتے ہیں ان کو بچائے۔

اور پھر بادشاہت خدا کی ہوگی

تاہم اگر پہلے آدم کے گناہ سے

انسانیت موت میں داخل ہوئی،

ایک راستباز نئے آدم یعنی کلام اللہ کی موت سے

انسانیت زندگی میں داخل ہوئی

وہ جو انسان کی طرح آیا تاکہ

شیطان کو باندھے اور اسکا مال لوٹے

موت کے وسیلہ سے

سب انسانوں کو رہائی بخشی

اور موت کے ڈر سے،
موت کی طاقت سے،
موت کے حلقے سے،
اور موت کی شریعت سے رہائی بخشی۔
کیونکہ جو بھی عیسیٰ کلام اللہ پر ایمان لاتا ہے
وہ موت کو نہ دیکھے گا،
جو کہ شیطان کے لئے مخصوص کی گئی،
دوسری موت،
یعنی آگ کی جھیل میں۔
کیونکہ ایک شخص نے تمام انسانیت کے لئے موت گوارہ کی
تو سب انسان اس ایک شخص میں مر گئے
اور اب شیطان کو ان کے اوپر اختیار حاصل نہیں ہے
وہ جو کلام اللہ یعنی المسیح کے
خون کے ذریعے غالب آئے
ان کی طرح ہیں جو المسیح کے فضل کی گواہی کے
اچھے اقرار کے ذریعے شیطان پر غالب آتے ہیں
وہی جو ہمیں آگ کی جھیل کی دوسرے موت سے بچاتا ہے۔
اسی وقت مردِ خدا پر یہ راز فاش ہوا
کہ شیطان کا مقابلہ کس طرح کیا جائے۔
یہ خدا کے گھر میں تنگ دروازے سے داخل
ہونے کا راز ہے
اللہ کی بادشاہت میں داخل ہونے کا
چھوٹا پھاٹک۔
یہ کلام کا خون ہے
المسیح کی موت ہے
اور بہت کم ہیں جو اس راز کو جان سکے۔

کیونکہ حضرت عیسیٰؑ نے خود فرمایا :

"تنگ دروازے سے داخل ہو

کیونکہ وہ دروازہ چوڑا ہے

اور وہ راستہ کشادہ ہے

جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے

اور اس سے داخل ہونے والے بہت ہیں

کیونکہ دروازہ تنگ ہے

اور وہ راستہ سکڑا ہے

جو زندگی کو پہنچاتا ہے

اسکو پانے والے تھوڑے ہیں۔" (متی ۷ : ۱۳۔۱۴)

اللہ تعالیٰ مردِ خدا کو دکھاتا ہے کہ شیطان سے کس طرح برسرِ پیکار ہونا ہے

جب احمدؔ نے مردِ خدا کو ٹیلیفون کیا

اور ان کو بتایا کہ عائشہؔ جھوٹے مرشد اور

اس کی "روحانی، نوری مخلوقات" سے مشورت کر رہی ہے،

تو مردِ خدا اپنے بستر پر لیٹ گیا اور بہت گہری نیند سو گیا۔

تقریباً رات کے تین بجے تھے

کہ ایک آواز مردِ خدا سے ہم کلام ہوئی۔

آواز اتنی اونچی تھی کہ مردِ خدا کی آنکھ کھل گئی

اور وہ مکمل جاگ گیا۔

یہ آواز گہری گونجتی ہوئی مردانہ

لیکن صنفِ نازک کی طرح ملائم تھی

اور اس نے اپنے منہ سے ایک لفظ نکالا،

ایک بد نما چھوٹا سا لفظ
جسے مردِ خدا نے نہ پہچانا
پھر بھی آواز اس کے کانوں میں اسقدر گونجی
کہ اس کو جگا دیا
مردِ خدا نے اپنی آنکھیں کھولیں اور
وہ کمرہ جہاں وہ سو رہا تھا سارے کا سارا
سرخ روشنی سے بھڑکنے لگا
as brilliant as strobe light
کمرہ تو اندھیرے میں ڈوبا ہُوا تھا
جیسا کہ رات کے تین بجے ہوتا ہی ہے
مگر کمرے کی سب چیزیں واضح نظر آ رہی تھیں۔
مردِ خدا اٹھ کھڑا ہُوا تا کہ یہ جان سکے
کہ وہ واقعی ہی جاگا ہُوا ہے۔
یہ عجیب و غریب روشنی
جو یقینی طور پر ایک مافوق الفطرت نزول تھا
جاری رہی۔ پھر مالک خود ہمکلام ہُوا
اور مردِ خدا سے ایک ٹھہری ہُوی باریک آواز میں کہنے لگا
"وہ (عائشہؔ) شیطان سے دعا مانگتی ہے۔
اپنے آپ کو عیسیٰؔ کے لہو کے کلام میں چھپا لو۔" (۴۰)
مردِ خدا ایک دم روحانی کشمکش کی
نوعیت کو سمجھ گیا:
شیطان مردِ خدا پر حملہ کر رہا تھا
کیونکہ عائشہؔ اسکی ملکیت تھی
اور شیطان اپنے مال کی حفاظت کر رہا تھا۔
مردِ خدا نے ایمان کے ساتھ ان سادہ الفاظ میں کہا۔
"میں اپنے آپ کو حضرت عیسیٰؔ کے خون میں چھپا لونگا۔"

یکدم وہ تیز روشنی مدھم پڑ گئی
کہیں یہ کہا گیا ہے: "شیطان کا مقابلہ کرو،
حضرت عیسیٰ اور اسکے خون پر ایمان لا کر
اقرار کرنے سے اسے مغلوب کرو
اور وہ تم سے بھاگ جائیگا۔"
مردِ خدا لیٹ گیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں
ایکدم اس نے کشف میں،
جو اللہ کی لازوال روح کی طرف سے تھا، دیکھا
کہ عائشہ اور احمد کے گھر میں ایک بنڈل ہے
مردِ خدا کے اندر رہنے والی روح نے
اس کے دماغ پر زور ڈالا
کہ وہ احمد کو اسی لحہ ٹیلی فون کرے
اور اسے بتائے کہ فوراً واپس گھر جائے۔
اور اپنے گھر کے ہر کمرے پر غلبہ حاصل کرے
اور اپنے حلقہ اختیار کو
اللہ کے خلیفہ حضرت عیسیٰ یعنی کلام اللہ کے
خون میں چھپالے۔
خاص طور سے مردِ خدا پر زور دیا گیا
کہ احمد اپنی بی بی عائشہ کو
کلام اللہ کے خون میں چھپائے
اور پر اسرار مواد کے اس خطرناک بنڈل کو
گھر سے نکال باہر کرے
اس بنڈل میں جو کچھ بھی ہو
چاہے اس میں تعویذ ہوں یا
کٹے ہوئے بال ہوں یا کٹے ہوئے ناخن ہوں یا فاطمہ کا ہاتھ ہو
گرہیں ہوں یا جادو اور جنتر منتر کا مواد ہو

یا اور کوئی فاسد مادّہ ہو،

چاہے وہ لعنت ہو یا رحمت

اسکو بری نگاہ جانکر اپنے سے دور کر دے۔

کوئی بھی عمل یا چیز جو اللہ کی دائمی روح کو دکھ پہنچائے

۔۔اسکو محدود کر کر کے تباہ کرنا لازم ہے

جیسا کہ کہا گیا ہے

"...... تم اپنے دشمنوں کے آگے ٹھہر نہیں سکتے

جب تک تم اس مخصوص کی ہوئی چیز کو اپنے درمیان سے دور نہ کرو" (۴۱)

جو بھی اپنا ہاتھ ہل پر رکھتا ہے لیکن مڑ مڑ کر شیطانی بدکاری کو دیکھتا ہے

وہ اللہ کی بادشاہت کے لائق نہیں ہے۔

بہتر ہے کہ جنت میں خالی ہاتھ داخل ہُوا جائے

نہ کہ ان سب گندی اشیاء کے ساتھ دوزخ میں گھسا جائے۔

کیونکہ پاکیزگی کے بغیر کوئی خدا کو نہ دیکھے گا۔

اگر آپ اس تمام غلاظت کو اپنی ملکیت میں رکھ کے دروازہ کھلا رکھیں

تو کوئی بھٹکی ہُوئی روح جائیگی اور اپنے طرح کی سات اور بد روحوں کو لا کر

واپس آئیگی اور تمہیں دوزخ کی طرف گھسیٹ لیجائیگی۔

مردِ خدا نے خدا کا حکم مانا

گرچہ ابھی صبح کے چار نہیں بجے تھے

مردِ خدا نے احمد کو کال کیا اور اسے جگایا۔

مردِ خدا نے احمد کو کلام اللہ کے خون سے ڈھانک دیا۔

اور اللہ کو پکارا اور ٹیلی فون پر احمد کے لئے شفاعت کی۔

جب احمد نے سنا کہ مردِ خدا کو کیا ہو گیا ہے

تو اسکی سمجھ میں آیا کہ اس شیطانی اثر جسکا اسکے گھر پر غلبہ تھا

جو اسکے خاندان کے سکون کو تباہ کر رہا تھا،

اور اسکے بچوں کو اکھیڑ رہا تھا،

وہ اثر جو اسکی بی بی کو زیر کر رہا تھا

وہی شیطان مردِ خدا کو بھی ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا
تاکہ وہ اسکے گھر کو نہ بچائے۔
احمؔد نے مردِ خدا سے وعدہ کیا
کہ وہ اپنی بی بی کی خواہش کے مطابق اسی دن
طلاق کے کاغذات پر دستخط نہیں کریگا۔
نصیحت صاف ظاہر ہے :'روح میں ہر وقت دعا کرتے رہو'
روح میں دعا کرنے کا مطلب ہے
کہ روح کی طاقت سے دعا کرو
اور روح کے پھل نظر آئیں۔
جب مردِ خدا نے وہ منڈل دیکھا
تو اللہ تعالیٰ کی لازوال روح کے پھل کی بدولت
یعنی غیر فطری 'علم'(۴۲)
۔۔جو کہ وہ علم ہے جو غیب سے حاصل کیا گیا ہو۔
یعنی وہ علم جو طبعی دماغ کے استعمال سے حاصل نہ کیا جا سکے۔
'کیونکہ ہمیں خون اور گوشت سے کشتی نہیں کرنا ہے بلکہ
......بے جسم مخلوقات کے ساتھ......
اس دنیا کی تاریکی کے حاکموں اور
شرارت کی ان روحانی فوجوں سے
جو آسمانی مقاموں میں ہیں۔'(۴۳)

کلام کے معتبر اور قابل بھروسہ ہونے کا یقین کیسے کیا جائے

ہمیں ایک نئی روح حاصل کرنا ہوگی،
وہ روح جو لازوال ہے۔

کیونکہ خدا صرف ایمانداروں کے ساتھ
ہی وفادار ہوگا۔(۴۴)اور اسکی شفاف روشنی
کلام کے ذریعے صرف ان پر چمکے گی جو صاف دل ہیں
اور وہ شریر جو اسکے کلام سے ڈرنے سے قاصر ہیں
خدا ان سے ہر روز ناراض رہے گا۔(۴۵)
جیسے بہت عرصہ پہلے کچھ نے عیسیٰ المسیح
کو غلطی کا مرتکب ٹھہرانے میں جلدی کی
لیکن خود اپنی خطا کو دیر تک نہ جانا
پس آج یہ خبیث بے ایمان لوگ
وہی کچھ اس کے کلام کے ساتھ کر رہے ہیں۔

طبعی انسان روحانی باتوں کو نہیں سمجھ سکتا:
وہ اسکی سمجھ سے بالاتر ہے،
وہ اسکے نزدیک حماقت ہے۔
کوئی کس طرح، لازوال اور ان باتوں کو
جن کو روحانی طور سے سمجھا جا سکے،
سمجھ سکتا ہے اگر اس کے پاس ابدی روح موجود نہیں ہے؟
صرف پڑھنا کافی نہیں ہے
الفاظ تو سیدھے ہیں لیکن پڑھنے والا ٹیڑھا۔
پڑھنے والے کو دوبارہ پیدا ہونا ہوگا۔
اور پھر ہی وہ سیدھے راستے پر لایا جا سکتا ہے۔
انسانی کوشش سے نہیں
بلکہ خدا کی مرضی سے۔(۴۶)

یہوداہ اور اس جیسوں کے بارے میں کچھ معلومات

کوئی کس طرح وہ کچھ پڑھ سکتا ہے جو خدا کی طرف سے ہو

اگر وہ خود شیطانی ہے ؟

کیا یہوداہ یسوع کو 'پڑھ' سکتا تھا؟

جبکہ یہوداہ آخری فسح پر کھانا کھانے کے لئے

کلام اللہ کے ساتھ میز پر بیٹھا تھا۔

یہوداہ صرف 'غلطیاں' دیکھ سکتا تھا۔

یہوداہ نے کئی بار یسوع کو کہتے سنا تھا

کہ ضرور ہے کہ مسیح دنیا کے گناہوں کیلیئے

قربانی کے طور پر مرے

لیکن یہوداہ نے اس صدقِ دل سے کئے گئے قول کو غلط جانا۔

'مسیح کا ہمارے اوپر حکمرانی کرنے کیلیئے طاقتور ہونا ضروری ہے'

یہوداہ کا خیال تھا، 'نہ کہ کمزور'۔

'یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اہمیت کا حامل ہو

جبکہ وہ کسی فوج کی راہنمائی کرنے کی بجائے مرنے کو تیار ہے ؟

اسکی غلطیاں ہم سب کو مروائیں گی نہ کہ صرف اسے ہی!'

یہ حضرت عیسیٰ کی محبت ہی تھی کہ وہ یہوداہ کے گناہوں کیلیئے بھی مرنے کو تیار تھا

لیکن، باقی تمام غیر نجات یافتہ انسانوں کی طرح،

یہوداہ کو اپنے سیاہ دل کے علاوہ، باقی تمام باتوں کی طرح،

اس میں بھی غلطی ہی نظر آئی۔

شیطان کے تلخ فرزند!

خدا کے خلاف سیاہ دل رکھنے والے غدار

لاخطا کلام اللہ کے برخلاف

یہوداہ کی طرفداری کرتے ہیں!

لیکن کچھ بے عقل اس سے بھی زیادہ گمراہ ہیں!

اس سے زیادہ جھوٹا اور کون ہو سکتا ہے

جو یہوداہ جیسے شیطان، جس نے شرمندگی اور
بدنامی کے ڈر سے خودکشی کرلی، کے بارے میں یہ کہے
کہ وہ حضرت عیسیٰ کی جگہ مصلوب ہوا؟(۴۷)

ایسے لوگ یقیناً یہوداہ کے نقشِ قدم پر جائیں گے
کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ ان باتوں پر اتفاق کیا
جو خدا کے نزدیک قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔
حضرت عیسیٰ جیسا اچھا شخص، لکڑی پر لٹکے ہوئے،
موت کے کرب سے گذرتے وقت، ہی یہ کہہ سکتا ہے :
"اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"
یہوداہ جیسے غدار کو اس سوال کا جواب معلوم ہوگا!
حضرت عیسیٰ نے یہوداہ سے کہا : "بہتر ہوتا کہ ایسا شخص
پیدا ہی نہ ہوتا"
اگر ہم بھی یہوداہ کی طرح خود کو
کلام اللہ سے زیادہ عقلمند سمجھتے
تو بہتر ہوتا کہ ہمارے جیسا غلط شخص پیدا ہی نہ ہوتا۔
حضرت عیسیٰ اسی دن یہوداہ کے لئے مرنے کو تیار تھے،
لیکن یہوداہ نے اپنی صلیب اٹھانے سے،
اور بشرطِ ضرورت عیسیٰ کیساتھ مرنے سے انکار کر دیا۔
یہوداہ کو اس میں غلطی نظر آئی۔
اس بے عقل انسان میں کیسی عیاری موجود تھی۔
وہ سوچتا تھا کہ وہ اپنی جان بچا سکتا ہے
اور کچھ دولت بھی کما سکتا ہے۔
پس اس نے حضرت عیسیٰ سے غداری کی
اور اسے کہانت کے شریر حکمرانوں کے حوالے کر دیا
جو اسکو قتل کرنے کیلئے ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔

لیکن جو بھی اپنی جان بچانا چاہیگا اسے کھودے گا۔ (۴۸)
صرف وہ جو اپنی زندگیاں عیسیٰ کی خاطر 'اسلام' میں کھو دیتے ہیں
وہ اپنی زندگی کو بچا لینگے اور ابد تک زندہ رہینگے۔

یہوداہ پہلا رسول تھا جس نے اپنی زندگی اور
اپنی روح بھی کھودی۔
جیسا کہ کہا گیا ہے، 'اسکا مسکن اجڑ جائے۔' (۴۹)
چند گھنٹوں کی بات تھی مگر
وہ مسیح کے جی اٹھنے کو نہ دیکھ سکا!
لیکن اسکا گرنا، جو مسیح کے ان دکھوں کا حصہ تھا جو اسے سہنا تھے
داؤد نبی کی معرفت پیشتر سے ہی لکھا جا چکا تھا:
' بلکہ میرے دلی دوست نے جس پر مجھے بھروسہ تھا
جو میری روٹی کھاتا تھا مجھ پر لات اٹھائی۔' (۵۰)
لیکن کلام اللہ جس نے داؤد نبی کی معرفت
ایک ہزار سال پہلے یہ وحی نازل کی، اسکو پیشتر سے ہی علم تھا
کہ یہ سب کچھ یہوداہ میں پورا ہو گا۔
عیسیٰ المسیح یعنی کلام اللہ فرماتا ہے،
'میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک
جو میرے ساتھ کھاتا ہے مجھے پکڑوائیگا' (۵۱)
تقریباً پانچسو سال قبل
کلام اللہ نے زکریاہ نبی کو آگاہی دی
کہ خدا کیا کرنے والا ہے۔
''انہوں نے میری مزدوری کے لئے
تیس روپے تول کر دیئے'۔ (۵۲)
جو کہ واقع ہی ہوا جب کاہنوں نے
یہوداہ کو اتنے ہی پیسے دیئے

کہ وہ خدا کے برّے کو خرید لیں، جو جہان کے گناہ اٹھالے جاتا ہے۔
' زکریاہ نے پیشگوئی کی: ' میں چرواہے کو مار ڈالالونگا
اور بھیڑیں بکھر جائینگی '
کلام اللہ نے دانی ایل نبی کو نہ صرف مسیح کی موت
بلکہ ہیکل پر آنیوالی تباہی بھی روح کے وسیلہ سے دکھائی۔
' اور باسٹھ ہفتوں بعد وہ ممسوح قتل کیا جائیگا اور اسکا کچھ نہ رہیگا
اور ایک بادشاہ آئیگا جس کے لوگ شہر اور مقدس کو تباہ کرینگے۔ '(۵۳)
مسیح کی مخلصی دلانے والی موت ' اسکے لئے نہیں تھی'
وہ تو تمام دنیا کے گناہوں کے لئے تھی،
جیسے کہ واضح طور سے زبور میں لکھا گیا ہے:
'وہ میرے ہاتھ اور پاؤں چھیدتے ہیں۔' (۵۵)
یہوداہ کو خدا کے کلام کا کوئی شوق نہ تھا۔
اسکے دل میں ان کلمات کی کوئی وقعت نہ تھی
حضرت عیسیٰ یہ آگاہی دے چکے تھے کہ انسان صرف روٹی سے ہی نہ جیئگا
پر ہر لفظ سے جو خدا کے منہ سے نکلتا ہے۔
تو بھی یہوداہ نے یہ سوچا کہ وہ خدا کے فضل کا تمسخر اڑا سکتا ہے
اور اللہ تعالیٰ کی ابدی روح سے جھوٹ بول سکتا ہے۔
یہوداہ نے صرف اپنے آپ کو ہی بے وقوف بنایا۔
خدا کا کلام تو اس غدار کی نہایت اندرونی سوچوں کو بھی پڑھ سکتا تھا۔
حضرت عیسیٰ کو ضرورت نہ تھی کہ کوئی اسے اس شخص کے دل کی بات بتائے
حضرت عیسیٰ جانتے تھے کہ یہوداہ کیا کرنے والا ہے۔
اسنے اسے یہ کرنے دیا۔
تاکہ کلام کی باتیں پوری ہو سکیں۔
لیکن افسوس اس آدمی پر جس کے ذریعے سے پوری ہوئیں۔
یہوداہ ابھی زیادہ دور نہ بھاگا تھا۔
جب اسکا تمام ظلم اختتام کو پہنچا،

اس نے اپنے آپ کو بالکل تنہا پایا
اور صرف شیطان ہی اسکی نفرت انگیز صحبت چاہتا تھا۔
تاہم یہوداہ نے خودکشی کی۔
اور اب وہ جہنم میں ہے۔
ہمیں یہ کیونکر معلوم ہے؟
اسلئے کہ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ بہتر ہوتا،
اگر وہ پیدا ہی نہ ہوتا۔
کبھی پیدا نہ ہونا
جہنم میں فنا ہو جانے کے مترادف ہے۔
لیکن جہنم میں انسان فنا نہیں ہوتا
بلکہ ہوشمند ہونے کے باوجود ابدی عذاب میں رہتا ہے،
جیسا کہ کہا گیا ہے "اور یہ ہمیشہ کی
سزا پائیں گے" (۵۶)
حضرت عیسیٰ نے خود نہایت سنجیدہ اور پرزور طریقہ سے
ابدی جہنم کی حقیقت عیاں کی تھی۔
تاہم، اگر آپ یہوداہ کی طرح سوچنا چاہتے ہیں
اور اپنے دل میں یہ منفی سوچ رکھنا چاہتے ہیں کہ خدا کا کلام غلط ہے
اور حضرت عیسیٰ کی جہنم سے بچا لینے والی قربانی کے خلاف
اپنے دل کو سخت کر لیتے ہیں۔
تو پھر یہوداہ کے ساتھ یقیناً آپ کے لئے بھی جہنم میں جگہ ہوگی۔
لیکن اس صورت میں آپ کے لئے نہ پیدا ہونا ہی بہتر ہوتا۔
خدا کی اخلاقی عدالت کا تقاضہ یہ ہے
کہ ہر باغی انسان،
پُرعدل ابدی پاداش کے طور پر
اپنی سرکشی سے بہرہ ور بہ قائمیِ ہوش
ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا جائے۔

اس سے بڑا احمق کون ہو سکتا ہے
جو خدا کے کلام کی محبت سے بھر پور قربانی کو
طنز کا نشانہ بنائے،
یعنی اس کو جو مرا اور زندہ ہُوا
تا کہ لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ کی زندگی کا پیغام دے
اور ہم پر اپنی ابدی روح پھونک دے ؟

اس حالت سے کنارہ کیا جا سکتا تھا
اگر وہ اپنے آپ کو جانچتا اور اس بدی سے توبہ کرتا
اور خدا کے کلام پر ایمان لاتا، جو اللہ کی طرف سے عدالت کرنے
اور ہمارے گناہوں کی سزا کے لئے اپنی جان دینے کو آیا۔

اس سے زیادہ سزا کے لائق کون ہو سکتا ہے
جو منصف کے رحم لانہ عمل کو رد کرے،
ایسا منصف جو خود بے قصور ہونے کے باوجود
قصور وار کی سزا اپنے اوپر لے لے ؟
اس سے زیادہ سزا کے لائق کون ہو سکتا ہے
جو منصف کو ہی اس طرح دکھ اٹھانے
اور بے جواز موت مرنے کے لئے چھوڑ دے ؟
اس سے زیادہ سزا کے لائق کون ہو سکتا ہے
جو اپنی زندگی میں تبدیلی لائے بغیر چلتا چلا جائے،
اور نجاست کے باعث ایمان لانے سے انکار کرے
گو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے
اور رحمدل اور محبت سے بھر پور منصف کے بارے میں سُن رکھا ہے ؟

اس سے بڑا احمق کون ہو سکتا ہے

جو خدا کی جائے انسان کا طرفدار ہوتے ہوئے
اپنی روح کو اس زندگی میں چند بے ثبات چیتھڑوں کے عوض
ابدی اذیت کے ہاتھوں بیچ دے ؟
یہوداہ ایک رسول تھا!
وہ اُن میں شامل تھا جن کو
اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں،
عیسیٰ کے ساتھ حکومت کرنے کے لئے چنا گیا تھا!

لیکن ایک راستباز انسان بھی درحقیقت
خدا کے بخشے ہوئے اعزازی درجے سے دستبردار ہو سکتا ہے
تاکہ ، سچے عیسیٰ کی نہ سنتے ہوئے
اور اس کے کلام کی وجہ سے اُس پر آنیوالے دکھوں میں
نہ شریک ہوتے ہوئے،
کچھ دیر کے لئے دنیا کی رعنائیوں کو چن لے۔

(سچا یسوع وہ ہے جس نے اپنا خون بہایا،
ہمارے گناہوں کے لئے جان دی اور پھر زندہ ہوا)۔
کوئی بھی یہوداہ اس کے کلام، اس کے خون،
اسکی عدالت اور اسکی عطا کرنے والی روح
کے باعث آنیوالی مصیبتوں سے کنارہ کر سکتا ہے۔
کوئی بھی اعزازیافتہ شخص خود اپنی درست حالت کو دھوکہ دے سکتا ہے
اور یہوداہ کی طرح شیطان کی پیروی کر سکتا ہے۔
یہ کام اس سے بہتر کون کر سکتا ہے
جس کے نزدیک خدا کے قوانین کی کوئی تعظیم نہ ہو
اور جو یہ کہے کہ یہ کتاب تحریف کی وجہ سے جھوٹ کا پلندہ ہے،
اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے سنجیدگی سے لیا جا سکتا ہے ؟

کیا خدا کی کتاب غلط ہے ؟
کیا وہ آپ ہی تو نہیں جو غلط ہیں ،
آپ جو نہ تو کلامِ مقدس کو جانتے ہیں اور نہ ہی خدا کی طاقت کو ؟
کیا آپ خدا کی کلام میں غلطی کو جانچیں گے
یا خدا کا کلام آپ میں غلطی کو جانچے گا ؟
کیا ہو گا ؟
خدا کے کلام کو جانچنے کی آپکی غلطی
یا آپکی غلطی پر کلامِ خدا کی عدالت ؟

اُف خدا کے کلام کیساتھ ایسی وحشت کی بے وفائی !
جہنم کا خوف یہ ہے کہ خدا ہمیں وہ سب کچھ حاصل کرنے دیتا ہے
جس کی ہمارا شریر دل خواہش کرتا ہے :
ہم مسیح کی سچائی کو غلط کہنا پسند کرتے ہیں جبکہ
الدجاّل کے جھوٹ سے پیار کرتے ہیں۔
یہوداہ یہ ہی کچھ چاہتا تھا
اور ڈرنے کی بات یہ ہے کہ خدا نے ایسا ہونے دیا۔
صرف خدا ہی ہمارے دلوں سے دغابازی کو دور کر سکتا ہے
یہ اس وقت سے موجود ہے جب پہلے انسان نے
خدا کے حکم کے خلاف بغاوت کی
یہ روحانی فریب آج بھی موجود ہے
جب باغی انسان خدا کے کلام کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

صرف خدا ہی ہمارے دلوں سے فریبکاری کو مٹا سکتا ہے۔
مالک نے ایسا پطرس کے لئے کیا،
ایک ایسا رسول جس نے مالک کا انکار کیا۔
اور اسکے ساتھ مرنے سے بھی انکار کیا۔

مالک نے پطرس کی دھوکہ باز اور غیر روحانی فطرت کو ختم کر دیا۔
اور اسے ایک نئی روح عطا کی
تا کہ وہ پھر کبھی مالک کا انکار نہ کرے اور
اپنی صلیب اٹھالے
حتیٰ کہ مالک کے ساتھ مرنے کیلئے بھی تیار ہو۔
صرف خدا ہی ایسی دھوکہ بازی کو ختم کر سکتا ہے۔
اور وہ ایسا اس وقت کرتا ہے جب ہم اس کے طرف رجوع لائیں۔
لیکن ہم ایسا کرنے سے انکار کرتے ہیں، غور سے سوچیں :
کہ جب خدا دیکھتا ہے کہ گناہگار اسکے کلام کو بے وفائی سے ردّ کرتے ہیں
تو وہ طیش میں آجاتا ہے۔
کیا آپ خدا کے کلام کو غلط قرار دیکر اسے غصّے میں لانا چاہتے ہیں ؟
کیا آپ مالک سے زیادہ زور آور ہیں ؟
کچھ کہتے ہیں کہ ان کے پاس نور موجود ہے
لیکن حقیقت میں ان کے پاس باطل عالم کی روشنی ہے۔
جیسا کہ قدیم بدعتی علم کی روشنی۔
لیکن اگر آپ کے اندر موجود روشنی در حقیقت اندھیرا ہے
تو سوچیں کہ یہ اندھیرا کس قدر زیادہ ہے !
یہ عالم اپنے فاسد غرور میں
جو کچھ لکھا ہے اسکی حد سے باہر چلے جاتے ہیں
اور شیخی مارتے ہیں کہ 'علم' اس ایمان سے بڑھکر ہے
جو مقدسوں کو ایک ہی بار سونپا گیا ہے۔
یہ خود سر روحیں بے حیا زبان اور مردہ آنکھوں
کے ساتھ اُس علم کو ردّ کرتے ہیں جو ان کو زندگی بخش سکتا ہے۔
ان کے غرور کی کوئی حد نہیں ہے
جیسے بپھری ہُوئی آندھی، گردش کرتے وقت
ہر جگہ دھول اڑاتی جاتی ہے،

اسی طرح ان کے دماغ،
کلام کو غلطی
اور غلطی کو کلام، کہنے میں تیزی کرتے ہیں۔
(آپ کون ہوتے ہیں کہ سچے کلام کی تفسیر کریں
آپ جو اللہ تعالیٰ کی ابدی روح پر سچے ایمان سے عاری ہیں ؟)

ایک نئی انسانی فطرت کی ضرورت

ایسی سوچ کی وجہ سے پہلا گناہ سرزد ہوا :
جب پہلے انسانی کانوں کو ملائمت سے
گدگدایا گیا،
"کیا خدا نے یہ کہا تھا...... ؟"
اس وقت شیطان، یعنی قدیم عالم، نے شیخی بگھاری (۵۷)
کہ اسکا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے
افضل ہے اور انسانیت کو اس آزمائش میں ڈالا
کہ وہ شیطان کی مرضی کو پورا کرے
نہ کہ اللہ تعالیٰ کی
لہذا انسانیت نے سچ اور ابدی زندگی بخش
کلام کو چھوڑ کر موت کے بیوپاری یعنی شیطان کے
مضحکہ خیز جھوٹے کلام
کا دامن تھام لیا۔
اس وقت پھر خدا کا بنایا ہوا
ایک دِل شیطانی بے راہروی
کی طرف نکل گیا۔

اور ایسا ہُوا کہ کل انسانیت
یہ سوچنے لگی کہ ان کے پاس
اچھے اور برے کا علم موجود ہے
لہذا وہ زندگی کسی اور ذریعے سے حاصل کر سکتے ہیں
بجائے اسکے کہ وہ سچے اور زندہ کلام کی پیروی کریں۔
اور یوں انسانیت اپنے مقام سے گر گئی۔

یقیناً انسانیت گر گئی اور یہ
کتنا بڑا حادثہ تھا
اتنا بڑا کہ جو گر چکے تھے
اور انکے دِل و دماغ ابدی روح
اور اللہ کے شخصی کلام سے
تروتازہ نہیں ہُوئے تھے
کہ وہ اپنے گرنے کی حقیقت سے بھی غافل ہیں
جبکہ ان کی سوچ بھی
گراوٹ کے ملبہ کا ایک حصّہ ہے۔

گراوٹ کی سب سے بڑی شہادت
میری اپنی گری ہُوئی زندگی سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے ؟
انسان کا دِل مایوس کن حد تک گناہگار ہے ،
اور کون جان سکتا ہے ؟
کیونکہ جب ایک دیانتدار یا سچا انسان
اپنی روح کی گہرائیوں میں جھانکے گا
تو وہ کہے گا :
کہ جو کام میں کرنا چاہتا ہوں وہ تو مجھ سے ہوتا نہیں
اور جن کاموں سے مجھے نفرت ہے وہی میں کر لیتا ہوں۔

جب میں اپنی ہی نیّت کے خلاف کام کرتا ہُوں
تو اسکا مطلب یہ ہے کہ
میری ذات کا ایک حصّہ ایسا بھی ہے
جو سچ کو جانتا اور پہچانتا ہے
مگر جو چیز میرے اندر گناہ کی طرف مائل کرتی ہے
وہ یقیناً میری گری ہُوئی فطرت ہی ہو سکتی ہے۔
میں اپنے اندر کسی اچھائی کو نہیں جانتا۔
میری ابتدائی فطرت میری غیر روحانی ذات ہے،
جس میں اچھا کرنے کی ایک مدھم اور
بے ثبات خواہش موجود ہے۔
لیکن اسکا میرے ارادوں پر کوئی اثر نہیں۔
(صرف وہ جو حضرت عیسیٰؑ، یعنی بچانیوالے کلام،
میں نئی تخلیق ہیں ان کے پاس پُر اثر ارادہ
اور محبت بھرا ضمیر موجود ہے۔[۵۸])
اسکا نتیجہ کیا ہے ؟
بجائے ان اچھے کاموں کے
جو میں کرنا چاہتا ہُوں
میں غلط کام کرتا ہُوں جو میں نہیں کرنا چاہتا۔
جب میں اپنی نیّت کے خلاف کام کرتا ہُوں،
تو میں اکیلا ہی اسکا کرنے والا نہیں ہُوں
بلکہ میری گری ہُوئی فطرت ہے
جو میرے اندر رہتی ہے۔
ایک سرکش بد نصیب جو میں ہُوں،
مجھے اس گری ہُوئی حالت سے کون بچائے گا، (۵۹)
یہ ناقابلِ اعتبار ارادہ، یہ باغی فطرت،
جس پر موت کا فتویٰ صادر ہو چکا ہے ؟

میں اللہ کی راہ میں ایک سچا مُسلمان بن سکتا ہُوں
اور ایک نئی فطرت کیسے حاصل کر سکتا ہُوں ؟
یہ سوالوں میں سب سے بڑا سوال ہے !

نئی تخلیق کے بغیر ایک سخت دِل شرمناک ہے

لیکن کچھ تو یہ سوال بھی نہیں پوچھتے۔
کچھ لوگوں کو شرم ہی محسوس نہیں ہوتی۔
مردِ خدا نے یہ اس وقت سیکھا جب،
احمد کی شادی بچانے کے بعد اسکی اپنی ازدواجی زندگی
خطرے میں پڑ گئی۔
ہم اس مردِ خدا کو "ہوسیع" کے نام سے پکاریں گے
گو کہ اس کا تعلق جدید زمانہ سے ہے۔

یہ ایک سچی کہانی ہے۔

ایک دِن مردِ خدا، خدا کے گھر میں
واعظ کرنے کو اُٹھا۔
اور ایک مافوق الفطرت لفظ اسکے ذہن میں آیا
یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی ابدی روح کی طرف سے تھا
نہ کہ چھوٹے کتابچوں کے الفاظ میں سے۔
جو اس تک پہنچا اسکی بہترین تشریح "مافوق الفطرت علم" ہے۔
زندہ کلام جو دِل سے ہمکلام ہُوا
وہ ایک کشف کی طرح واضح،
اور چیخ کی طرح فوری تعمیل طلب تھا۔

مردِ خدا کی دِل کی آنکھوں کے سامنے
ایک معجزانہ تجلّی ظہور پذیر ہُوئی۔ کیا دیکھتا ہے کہ
اسکی بیوی میلوں دور اپنی خوابگاہ میں موجود تھی
اس نے دیکھا کہ وہ ایک غیر مرد کے ساتھ
زنا کے عمل میں ملوث ہے
مردِ خدا اجتماع کے سامنے کھڑا تھا
اور اپنے خطبہ کو شروع نہ کر سکتا تھا
کیونکہ اسکی روح اس خوابگاہ میں،
ایسے بدی کے منظر کے سامنے
جو اللہ تعالیٰ اسے دِکھا رہا تھا،
خوفزدہ تھی۔
"(جب اللہ تعالیٰ مافوق الفطرت علم دیتا ہے،
تو وہ معتبر تحریری کلام کو کبھی ردّ نہیں کرتا
اور نہ ہی اس کی حد سے باہر جاتا ہے۔)

اگلی صبح مردِ خدا
یہ جاننا چاہتا تھا کہ اسکا یہ کشف سچ ہے
یا پھر اسکے تصوّرات کا ایک رُخ۔
اس نے گھر کی طرف سفر کیا
اور دیکھا کہ گھر پہ کوئی موجود نہیں ہے
لہٰذا وہ اکیلے میں خوابگاہ کا جائزہ لے سکتا تھا۔
جو ثبوت ان لاپرواہ عاشقوں نے چھوڑا،
(جو سوچتے تھے کہ ان کے ملن کے وقت
مردِ خدا واعظ کر رہا ہوگا اور ان کو کبھی بھی پکڑ نہ سکیگا)
اس سے صاف ظاہر تھا کہ یہ کشف خدا کی طرف سے تھا۔
مردِ خدا نے زانی عورت کا سامنا کیا
وہ شرم وندامت سے عاری تھی
وہ شرم کیوں کرے؟ " اسنے سوچا،

کسی نے اس عمل کے دوران اسے پکڑا نہ تھا
اور جہاں تک مردِ خدا کا تعلق تھا
وہ سوچتی تھی کہ اسکا کشف محض ایک اندازہ ہی تھا۔
لیکن کیا خدا نے خود اسے نہ پکڑا تھا؟
کیا اسنے اپنی ابدی روح کا پھل استعمال نہ کیا تھا،
مافوق الفطرت علم کا پھل،
تاکہ وہ مردِ خدا کو وہ کچھ دکھا سکے
جو کل دنیا میں صرف تین ہی جانتے تھے۔۔
یعنی وہ زانی عورت، اُسکا عاشق اور خدا؟
کیا خدا نے خود اُسکو زنا کے عمل میں نہ پکڑا تھا،
گناہ کا ایسا دھوکا دینے والا عمل جسکی سزا موت ہے؟
لیکن اُس عورت کو خدا کے حضور اپنے گناہ کا کوئی احساس نہ تھا۔
اللہ تعالٰی تو اُس سے بعید تھا۔
اور اکثر خدا کا خیال اُسے سرد کر دیتا تھا
جیسا کہ اُس کے خاوند کا خیال بھی

دنیا کے لوگ، حتیٰ کہ مذہبی لوگ بھی، اُس زانی عورت کی مانند ہیں۔

مردِ خدا کی زانی عورت خدا کے بارے میں
اور اپنے شوہر کے بارے میں پُر جوش انداز میں
باتیں تو کر سکتی تھی، لیکن اُسکا باغی دِل ہمیشہ آنکھ بچا کر
اُن چیزوں کی طرف لپکتا تھا جن سے اُسکو لذّت ملتی تھی۔
اور ایسا اُسکے مذہبی تجربہ کا حصّہ نہیں تھا
کہ وہ ایماندار دوسروں کے سامنے اور خدا کے سامنے
اپنے گناہ کی وجہ سے شرمندگی محسوس کرے۔
اُسکے سامنے جواز یہ تھا کہ وہ زیادہ تر لوگوں کی طرح ہی ہے۔
اسکے علاوہ وہ یہ بھی سوچتی تھی کہ کیا وہ ہمیشہ اچھے کام ہی نہیں کرتی۔

تا کہ اُسکے گناہوں کا ازالہ ہو سکے ؟
اُس نے اپنے بارے میں کبھی ایسا نہیں سوچا تھا
کہ اُسکی گری ہوئی فِطرت ہے۔
اور کیونکہ خدا کو کبھی اُس نے اپنے قریب نہ پایا
کہ وہ اُس کو اُسکی برگشتگی کی حالت میں،
زانی فِطرت کے باعث،
غیر اصلاح یافتہ زانی دِل کیساتھ پکڑ سکے،
اُس نے اپنی غیر رُوحانی ذات میں
کبھی اپنے گناہ کی وجہ سے بے چینی محسوس نہ کی۔
اور نہ ہی کبھی صفائی کی پُر جوش ضرورت محسوس کی،
کہ وہ نئی تخلیق بن سکے۔

اُس نے سوچا، کہ مذہب میں تھوڑی سی مزید دِلچسپی شائد کام بنادے
کیونکہ جب وہ اپنے مذہبی رفقاء کار
کے درمیان ہوتی تھی
تو اُسے نظر آتا تھا کہ کم سے کم وہ
اُن جیسی ہی ہے
جو مذہبی رسُوم میں بھرپُور حصّہ لینے کو ہی کارِ ثواب سمجھتے ہیں۔
کچھ لوگوں کو ذرّہ بھر بھی ندامت کا احساس نہیں ہوتا
وہ خود سے یہ سوال نہیں پُوچھتے
"کہ اُنکو اُنکی باغی فِطرت سے کَون بچائیگا ؟"
وہ یہ بھی نہیں پُوچھتے کہ میں اللہ کی راہ میں سچا مُسلمان کیسے بن سکتا ہُوں
اور نئی تخلیق کیسے حاصل کر سکتا ہُوں
وہ اِس عورت کی مانند ہیں
جو کِسی قسم کی ندامت محسوس نہیں کرتے کہ وہ خدا کے سامنے ہیں،
ایک ایسا خدا جو آپکو آپکی گناہگار فِطرت میں جانتا ہے۔
اور نہ صِرف آپکے گناہگار ہونے کی حد تک بلکہ
ایسا خدا جو آپکو ایک نئی پاک فِطرت دینا چاہتا ہے،

وہ جس کے پاس آپ کیلئے گناہ نہ کرنے کا پُر اثر ارادہ ہمع
ایک ابدی رُوح کے جو آپکو ایک محبت بھرا ضمیر عطا کرتی ہے، موجود ہے

لیکن آپ یہ کہیں گے : "میں اُس عورت کی طرح نہیں ہوں
میں نے زنا نہیں کیا۔
مجھے ایک نئ فطرت کی ضرورت نہیں ہے۔"
کیا آپ نے کبھی کسی دوسرے اِنسان کو شہوت بھری نظروں سے دیکھا ہے ؟
آپکو اِس بات کا پتہ نہیں ہے
کہ ایسی نظریں
ایک زناکار دِل سے ابھرتی ہیں ؟
کیا آپ نہیں جانتے کہ خدا آپکو
ایک نیا دِل دینا چاہتا ہے،
ایسا دِل جو گناہ کے تصوّر سے بھی کانپتا ہے،
ایک ایسا دِل جسکا اللہ تعالیٰ خود رکھوالا ہے ؟

اپنی غیر رُوحانی ذات سے، جو مذہب کا لبادہ
اوڑھے ہُوئے ہے، مطمئن ہونا چھوڑ دیں۔
کیا آپ نہیں جانتے کہ آپکو نئ تخلیق بننا ضروری ہے ؟

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ذریعے ایک نئ مخلوق بنے بغیر
محض ثواب حاصل کرنے کیلئے مذہبی رسُوم میں حصّہ لیتے ہیں،
اور وہ یہ سوچتے ہیں کہ شاید وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر رہے ہیں،
اُنکو ہمیشہ کیلئے ایک بہت بڑا دھچکا لگنے والا ہے۔
کیونکہ ایسے مذہبی لوگوں کی بابت اُس نے کہا ہے : "یہ نفرت انگیز ہیں۔" (۶۱)
اگر آپکی راستبازی ایسے لوگوں سے بڑھکر نہ ہو
آپ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں۔ (۶۲)

کیونکہ خدا وفا کا عہد باندھنے والا خدا ہے۔

ایک وفادار اور پاکیزہ شوہر،
لیکن وہ لوگ جو نئی تخلیق نہیں ہیں
اور محض مذہبی ہیں
وہ خدا کے نزدیک زناکار دِل رکھنے والے ہیں جو جہنم کے لائق ہیں۔
اُنکی فِطرت اُس سرکش بیوی کی مانند ہے جِس نے خدا کے غضب کو للکارا۔
کیونکہ گندھک اور آگ کی جھیل
ایسے لوگوں کیلئے وقف ہے :
ایسے لوگ جو ایماندار ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں
لیکن ستائے جانے کی صورت میں بیزار پائے جاتے ہیں،
جو سچی گواہی تھامنے کے لئے اعتبار کے قابل نہیں ہیں،
وہ جو اخلاقی اعتبار سے غلیظ ہیں
یا نفرت انگیز حد تک بُتوں کے پجاری ہیں،
وہ جو سفاکانہ نفرت اپنے دِلوں میں پالتے ہیں،
وہ جو نفسانی جمود کا شکار ہیں
یا ایسے جنسی تعلقات میں ملوث ہوتے ہیں
جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ممنوعہ قرار دیئے گئے ہیں۔
جو جادو منتر میں ملوث ہیں
مذہب اور پوشیدہ بھیدوں کو تنزل کا شکار بناتے ہیں،
وہ حریص بُتوں کے پجاری جو جھوٹے نبیوں سے مشورہ کرتے ہیں،
وہ جو زندہ نہیں اور سچ نہیں بولتے۔ (مکاشفہ ۲۱ : ۸)
خدا گناہگاروں کو جہنم میں اذیت پہنچانے سے خوش نہیں ہوتا
اور نہ ہی ایک سچا رسول
گناہگار کی موت سے خوش ہوتا ہے۔
آنسوؤں کے بغیر ان باتوں کے بارے واعظ کون کر سکتا ہے ؟
لیکن حقیقت یہ ہے کہ اِنکا پرچار ناگزیر ہے۔
کیونکہ کوئی بھی تباہی سے کیسے بچایا جا سکتا ہے
اگر خدا کے زندہ اور ابدی کلام کے بارے میں
اُنکو نہ بتایا جائے کہ وہ نئی مخلوق بن کے نئی فطرت حاصل کریں ؟

مہربانی سے سمجھنے کی کوشش کریں کہ نیت
یہ نہیں ہے کہ کسی کو کمتر بنایا جائے،
لیکن یہ کہ ہر اک کو جگایا جائے اور ہر اک کو،
آنیوالی اذّیت اور غضب سے مخلصی دلائی جائے۔
ہم ہر اک کے ساتھ عزّت اور انکساری کا برتاؤ کرتے ہیں
اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہر شخص میں، کم ظرف ترین اِنسان میں بھی،
اللہ کی شبیہ کے کچھ نقوش باقی ہیں، جو پوری طرح زائل نہیں ہوئے۔
خدا تعالیٰ کی خُوبی کی چمک، ہر اِنسان میں جسے اُس نے بنایا،
کِسی نہ کِسی حد تک روشن ہے۔
جسکی وجہ سے وہ جواب دہ ہے جبکہ وہ
خدا کا کلام سنتے تو ہیں،
لیکن ماننے سے اِنکار کرتے ہیں۔
ہم ہر اِنسان کی عزّت کرتے ہیں
کیونکہ جانتے ہیں کہ کلام اللہ نے خود سوچا
کہ ہر رُوح اِس لائق ہے کہ اُس کے لئے جان دی جائے
اور وہ (کلام اللہ) خدا کے دہنے ہاتھ سر بلند ہُوا
جہاں پر وہ ہماری اجتماعی دُعاوں کا مختارِ کُل ہے۔
ہمارا امام ہے
جو چنیدہ لوگوں کیلئے شفاعت کرتا ہے
اور ہم اُس اِنسان کی شان میں کیسے گستاخی کر سکتے ہیں
جسکے لئے ہمارا امام، عیسیٰ یعنی کلام اللہ،
خود شفاعت کر رہا ہو؟
خدا کے فہم اور طاقت کی دولت
کسقدر عظیم ہے!
ہمارا خدا بھسم کر دینے والی آگ ہے!
جیسے کہ اُسکی نجات کی کوئی حد نہیں
اسی طرح گناگاروں کی عدالت کرنے کو اُسکے غضب کی کوئی انتہا نہیں!

اگر آپ خدا کے حضور کسی خطا اور ندامت کا قطعی احساس محسوس نہیں کرتے،
نہ صرف اُن گناہوں کیلئے جو آپ سے سرزد ہُوئے
بلکہ اسلئے بھی کہ آپ فطری طور سے گناہگار ہیں۔
تو پھر آپ یقین کر لیں
کہ آپ اوپر سنائی گئی سچی کہانی میں اُس عورت کی مانند ہیں۔
آخر کیوں ؟
کیونکہ وہ بھی یقیناً آپ ہی کی طرح محسوس کرتی ہے،
یعنی خدا کے حضور گناہ اور خطا کا احساس ندارد۔
کیونکہ اُس کے لئے ثواب بخش مذہبی رسُومات ہی کافی ہیں،
اور اُسکا دماغ شریر ہے اور اُسکا ایمان ناقص،
جس نے اپنے محبت بھرے ضمیر کو، جو
ابدی رُوح عطا کرتی ہے، مار ڈالا۔
وہ اپنے ہی گمان میں سوچتی ہے کہ جیسے چاہے زندگی گذار سکتی ہے
یعنی نئی فِطرت کے بغیر،
اور مسلسل معاف کر دی جائیگی
کیونکہ وہ چند مذہبی قوانین کی پاسداری کرتی ہے،
لیکن خود غیر نجات یافتہ اور سرکش حالت میں رہتی ہے۔
کیا آپ اُسکی طرح بنیں گے ؟
شرم و ندامت سے عاری
بغیر اس احساس کے کہ آپکو نئی فِطرت کی ضرورت ہے ؟
وہ سوچتی کہ موت کے وقت اللہ تعالیٰ اُس سے خوش ہو گا
لیکن اُس روز کا انجام وہ نہ ہو گا جو وہ سوچ رہی ہے۔
وہ اندھیروں میں ڈُوبا ہُوا ایک دِن ہو گا نہ کہ ایک روشن دِن۔
یہ فریب خوردہ عورت سوچتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کی مالک ہے
اور وہ چند مذہبی قوانین کے مطابق جی سکتی ہے۔
(جنھیں وہ وقتاً فوقتاً پوشیدگی میں توڑ بھی دیتی ہے)
اور وہ اپنی ذات میں خوش ہے،
اور اُن قوانین سے جن کے ساتھ وہ زندگی گذارنے پر اتفاق کرتی ہے،

اور اُس زندگی سے جو اُس نے اپنے لئے بنا رکھی ہے،
یا اُس زندگی سے جو اُس نے اپنے لئے ڈھونڈھ رکھی ہے۔

لیکن جو کوئی اپنی زندگی بچالیتا ہے
وہ اسے کھو دیتا ہے ؛
اور جو کوئی اپنی زندگی کھو دیتا ہے
اور نئی تخلیق کردہ فِطرت کا پھل حاصل کرتا ہے
وہ اپنی زندگی پھر پالیگا،
اور وہ ابد تک اسکے پاس رہیگی۔

کیا خاوند کی غیرت کا تقاضہ یہ نہیں ہے
کہ اس زناکار عورت کو سزا دی جائے ؟

کیا پھر اسکو اسکے حال پر چھوڑ دیا جائے، اور
اسے سوچنے دیا جائے کہ خدا اسے نہیں دیکھ رہا،
جب کہ ایک مردِ خدا نے اسے
مافوق الفطرت طریقے سے یہ بتایا کہ
اللہ تعالیٰ اسے دیکھ سکتا ہے ؟
کیا ایسی سرکش جہالت آپکو طیش نہیں دلاتی ؟
خدا نے اسے کئی سال عطا کیئے کہ وہ توبہ کر کے تبدیل ہو،
لیکن اُس نے اُسکے صبر اور تحمل کو ناچیز جانا،
اُس حقیقت کو اپنانے سے انکار کیا کہ
خدا کی بھلائی کا مقصد ہے کہ اُسکی توبہ کی طرف راہنمائی کرے۔
وہ سوچتی ہے کہ شاید خدا اُسکی طرح ہے۔
لہذا وہ سرکشی کے عالم میں،
اپنے بے سمجھ عاشقوں اور اپنی لاتعداد زناکاریوں کے ساتھ،
خدا کی غیرت کا امتحان لیتی ہے،
وہ مسلسل طور پر، نہ صرف اپنے خاوند کے گھر کو،

بلکہ اپنے باپ کے گھرانے کو،
یہانتک کہ خدا کے گھرانے کو بھی رسوا کرتی ہے۔
وہ اور اسکے عاشق ایسی نسل ہیں جن سے خدا کو نفرت ہے۔
یہ آدم کے ایک ہی قسم کے لعنتی بچے ہیں۔
پہلا آدمی اور اُسکی بیوی شیطان کی طرف راغب ہوئے اور اپنی ہی
غلط خواہشوں میں گِھر کر شیطان سے ورغلائے گئے
جب اُنہوں نے شیطان کے جھوٹ پر اعتبار کیا
کہ کلام اللہ غلط ہے۔
جب اُنہوں نے اللہ تعالیٰ اور کلام اللہ کے خلاف
اپنے دِلوں کو سخت کیا
تو اُنہوں نے اپنے اندر ایک گناہگار نسل کو جنم دیا۔
جب اُنہوں نے اُسکے کلام کے خلاف سرکشی دکھائی
یہ سوچتے ہُوئے کہ اُنکا علم خدا سے بڑھ کر ہے
تو وہ اُسکی شبیہ کے جلال سے محروم ہو گئے۔
اور اب اِنسانی نسل،
گو کہ صرف بولنے کی حد تک مذہب کی تائید تو کرتی ہے،
لیکن ناراستی، جنگ وجدل، بحث وتکرار، قتل وغارت، بد چلنی،
بغض رکھنے، غرور وتکبّر، خود پرستی، گالی گلوچ، اور ہر قسم کے فریب،
کے اندھیروں میں ڈوبی ہُوئی ہے
۔۔۔سانپوں کا ایسا گروہ جو سانپوں کے گِرد ہی لپٹا ہُوا ہے!
اور اِن کے راہنما اِن زہریلے سانپوں کے بِل میں بدترین سانپ ہیں!
اُنہوں نے خدا کی محبت کے خلاف اپنے دِل سخت کر رکھے ہیں،
اور اُنکا شرارت بھرا غرور، گناہ کی ندامت کے احساس کو کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ گناہ؟
جِس میں اُنکے دِل ودماغ پنپتے ہیں!
بھیڑوں کے لباس میں خونخوار بھیڑیے،
یعنی مذہبی اُستاد
جو بے معنی خواب اور جھوٹے کشف کی تشہیر کرتے ہیں
اور خدا کی بھیڑوں کی گمراہی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

اور ایسا کرنے میں ہی اطمینان نہیں پاتے
بلکہ سچے چرواہوں کو ستاتے ہیں اور
سفاکانہ طریقہ سے چھوٹی بھیڑوں کا گوشت کھا جاتے ہیں
اور اُنکے کھر کاٹ ڈالتے ہیں۔
کیا اُنکو یہ علم نہیں کہ خدا لوگوں سے محبت کرتا ہے ؟
اور وہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اُسے جانیں
اور یہ جانیں کہ اُسکی اطاعت کرنے سے وہ کیا بن سکتے ہیں !
کیا یہ چمکدار مذہبی بھیڑیے خدا کو جانتے ہیں
یا پھر خدا کو جاننے کی خواہش رکھتے ہیں ؟
قطعی نہیں!

بلعام کے گدھے کی طرح
وہ ایک فرشتے کو دیکھتے ہیں اور ایک پیغام دیتے ہیں۔
اور حتیٰ کہ اگر کوئی آدمی جس کو صرف ایک عورت کی حمایت حاصل ہو
اپنے آپ کو مسیح کا رسول قرار دے ،
تو یہ بھیڑیے بہت جلد اُس کے دوست بن جاتے ہیں
اور اُس کے گُن گاتے ہیں ،
اور ہر اُس شخص کو مار دینا چاہتے ہیں
جو اُس کے اپنے ہی قصائی بننے کے اختیار سے اختلاف کرے !
یہ جھوٹے نبی ایک جھلملاتا کلام پیش کرتے ہیں
ایسا کلام جو کانوں کو گدگداتا ہے
بلا خون کلام
جو بچا نہیں سکتا۔
اِس غیر نجات یافتہ نبی سے زیادہ بدکار اور کون ہو سکتا ہے
جو کہ نجات کا راستہ نہیں دکھا سکتا ؟
یہ خود تو اِس رخنے کو پُر نہ کریں گے ،
لیکن یہ قصاب ، بِنا کسی ملامت کے بغیر ،
اپنے ہی لوگوں کا خون بہانے سے نہیں کتراتے ،

اور اِس سے بڑھ کر یہ کہ یہ ایسا خدا کے نام میں کرتے ہیں!

کیا اِن زانی ریاکاروں کو بھی، جو ناقابلِ اعتبار
ریاکار راہنماؤں کی پیروی کرتے ہیں
اُن ہی کی طرح نادم اور شرمندہ نہ کیا جائیگا؟
کیا اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضہ یہ نہیں ہے
کہ اِس نمائشی نسل کو
جہنم میں پھینکا جائے ؟
یقیناً، ایک جھوٹے کشف دیکھنے والا سرکش رسول
اور تمام سرکش دِل رکھنے والے
جو جھوٹ سننا پسند کرتے ہیں
اکٹھے جلائے جائیں گے۔
ایک اندھیروں میں ڈوبی ہوئی نسل!
ہم ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں،
اور جیسے ہی وہ جواب دیتا ہے ہم اُسے بھول جاتے ہیں،
تیز رفتاری سے ملنے والی برکات
کا اِستقبال ہم اپنے ہی غرُور میں کرتے ہیں۔
وہ ہمیں بڑے بڑے نشان اور عجائب دکھاتا ہے،
لیکن رُوحانی طور سے اندھے لوگ
اپنے آپ سے ہی زیادہ متاثر رہتے ہیں۔
دنیا کے اے بے مقدور راہنماؤ! خبر دار رہو،
سرکشوں پر حکمرانی کرنے والے سرکشو:
اللہ تعالیٰ کے کلام کی اطاعت کرو،
اور اُسکے موت کو فتح کرنے والے پاؤں کو چومو
اور جسقدر بھی بڑی بغاوت تم اُسکے خلاف کرتے ہو
اُسکے غضب کی آگ کے شعلوں کو
تم کبھی بجھا نہ پاؤ گے۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا غضبناک غصہ غیر متقی آدمیوں

پر، جو اپنی ناراستی کے باعث سچ کو دبا دیتے ہیں،
آسمان سے ظاہر ہو چکا ہے۔
یہ خدا کے دشمن دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ خدا کی خدمت کرتے ہیں،
لیکن سچائی اور مذہب کے نام میں،
یہ بذاتِ الحق کو صلیب دیتے ہیں،
اور اگر ممکن ہو تو وہ الحق کو ہمیشہ کیلئے دبا دینا چاہتے ہیں،
لیکن ایسا ممکن نہیں ہے،
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی سچائی کو،
موت، جہنم اور سفاک جھوٹے نبیوں کے خلاف فتحمند کیا۔
ایسے جھوٹ بولنے والے جہنم کے مُنہ کو کشادہ کرتے ہیں
تاکہ اُنہی جیسوں کو ہڑپ کر جائے،
اور وہ زمین پر خدا کا کلام سننے کے
قحط کا باعث بنتے ہیں
اللہ تعالیٰ آدم کی پوری نسل سے غضبناک ہے
اُس نے اپنے کلام کو مقرر کیا کہ
آدم کی لعنتی اولاد کو تباہ کرے، اور
اپنی راستی میں اُنکو ہلاک کرنے کیلئے علیٰحدہ کر لیا ہے۔
کیا آپ اِس بات سے غافل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم جاری کیا
کہ تمام اِنسانی نسل کو ہلاک ہو کر دوبارہ زندہ ہونا ہے؟
کیا اِس بات سے بھی واقف ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے
خود اِس فرمان کو جاری کیا ہے؟
پرانی اِنسانیت کو اللہ تعالیٰ نے برہنہ حالت میں کیلوں سے گاڑ کر مرنے دیا
اور نئی اِنسانیت کو اپنے جلال کے لباس میں مُردوں میں سے جِلایا
گناہگار مُردہ اِنسانیت کیلئے موت کا فرمان
اور جلالی پاکیزہ اِنسانیت کیلئے زندگی کا فرمان
عیسیٰ المسیح، کلام اللہ کے ذریعے جاری ہُوا!
کیا آپ جانتے ہیں کہ الحق آیا
کہ بچ بچر سچائی کی گواہی دے؟

ایک رومی گورنر (پلاطوس) جس نے حضرت عیسیٰ (یسوع)
کو عدالت کیلئے کھڑا کیا، اُس سے پُوچھتا ہے،
"سچائی کیا ہے ؟"
اِس گنہگار روح کو یہ معلوم نہ تھا کہ در حقیقت وہ خود
اور اُس جیسی تمام نسل عدالت کیلئے کھڑی ہے،
جن پر عیسیٰ یعنی کلام اللہ اپنے خُون و گوشت کی قربانی دے کر
روزِ قیامت لائیگا۔
پھر کِس طرح خدا نے اپنا غضب ظاہر کیا؟
خدا نے اپنا بھڑکتا ہُوا کلام بھیجا
کہ وہ ایک دِن ہمیشہ کے لئے
اذّیت میں مبتلا گنہگاروں کو اپنے حضُور سے ہٹادے ؛
خدا نے اپنا جلتا ہُوا خالص اور گناہ سے مبّرہ کلام،
ایسے جِسمانی بدن کی صُورت میں جیسا کسی گنہگار کا بھی ہو سکتا ہے،
اِس گرِی ہُوئی گنہگار دنیا میں بھیجا۔
تا کہ وہ برملا ہماری گرِی ہُوئی جِسمانی فِطرت
کو مجرم ٹھہرائے۔
اور تمام نسلِ اِنسانی کو مجموعی طور پر
موت کے گھاٹ اتار دیا
اور کلام اللہ کی نئ تخلیق کردہ امت کے ساتھ بدل دیا
اُنکے ساتھ جو نئے ایماندار ہیں،
جو سنتے ہیں، یقین کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں
اور رُوحانی طور پر دوبارہ عیسیٰ یعنی کلام اللہ جیسی ایک نئ
پاکیزہ فِطرت کے ساتھ پیدا کیئے گئے ہیں۔
کیونکہ خدا کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا۔
خدا نسلِ آدم کو یہ موقع فراہم کرتا ہے
کہ وہ اپنی ایمان سے عاری زندگی میں مر جائیں
اور کلام اللہ کی اِک نئ پاکیزہ زندگی میں
دوبارہ زندہ کیئے جائیں۔

تمام نسلِ اِنسانی کا مر کر دوبارہ زندہ ہونا
کیونکر ضروری ہے ؟
خدا ہماری گنہگار مرضی کو بغیر سزا کے کیسے چھوڑ سکتا تھا ؟
اُسکی غیرت اِس بات کی اجازت نہیں دیتی۔
اُسکے اِنصاف اور غیرت کا تقاضہ ہے کہ گنہگار کو سزا دی جائے
اور اُنکو موت کے گھاٹ اتارا جائے
جنہوں نے اُسکی پاکیزگی کے خلاف گناہ کیا۔
لیکن خدا دنیا سے محبت کرتا ہے
وہ اُس خاوند کی طرح ہے جس کا دِل ٹوٹ چکا ہے
لیکن پھر بھی وہ اپنی بے وفا بیوی کو اپنے پیار سے واپس لانا چاہتا ہے ،
خدا کسی بھی حالت میں اپنی مخلوق کی تباہی نہیں چاہتا
پس اپنے ایک ہاتھ کی ہتھیلی کھولکر
تو وہ آسمانی مصالحت کرنا چاہتا ہے
اور دوسرے ہاتھ کے مُکّے سے
جہنمی انتقام کے لئے دھمکاتا ہے ،
خدا اِس زناکار دنیا میں آتا ہے
کہ اُسکا فیصلہ جان سکے :
کہ آیا یہ دنیا اُسکو اجازت دیگی
کہ خدا اُسے نئی تخلیق بنا کر عزّت کے ساتھ
وفاداری کا اور اطاعت شعاری کا عہد باندھ کر واپس لیجا سکے ،
وہ گناہ جس کی سزا موت ہے اور خُون کا قرضہ سب معاف کر دے۔
اُس نے اپنے کلام یعنی باعزّت دُلہے کو اِس دنیا میں بھیجا
کہ وہ ہماری اِنسانیت کا جامہ اوڑھ کر
کُل گنہگار نسلِ اِنسانی کے لئے اللہ تعالیٰ کے جاری کردہ
موت کے فرمان کو پورا کرے۔
اور یوں اللہ تعالیٰ کی عظمت قائم ہُوئی۔
اور پھر اُسکا کلام دوبارہ زندہ ہُوا
تاکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کا ،

جواُس نے نئی معاف کی گئی اِنسانیت کے ساتھ کیا،
جنہوں نے اپنے پرانے گنہگار دِل ودماغ چھوڑ کر
عیسیٰ کا سادِل ودماغ حاصل کیا ہو،
اور وہ رُوحانی طور پر اُسکے ساتھ زندہ کئے گئے ہوں،
صالح بن سکے۔
ایسا اِسلئے کیا گیا کہ ایمانداروں کی عزّت قائم رہے۔
اُس ابدی کلام اللہ یعنی عیسیٰ کے لئے اللہ تعالیٰ کی حمد ہو!
کہ وہ سب جو کلام اللہ کے تابع ہونا چاہتے تھے
ایک بابرکت مستقبل یعنی نئی مخلوق بن کر اللہ تعالیٰ کے سچے اطاعت گذار بن جائیں
اور اُنکے گنہگار ماضی کا بوجھ باعزّت طریقے سے اتار دیا جائے۔
اگر اللہ تعالیٰ کا وقار
یا اللہ تعالیٰ کے حضور آپکا وقار
آپ کیلئے کچھ معنی رکھتا ہو،
تو آج آپ گناہ کے لئے ایک قسم کی رُوحانی پشیمانی
اور دُکھ محسوس کریں گے جو آپکو اُس صحیح راستے پر لے آئیں گے
جو نجات کی طرف لے کر جاتا ہے
آپ ایمان کے ساتھ صرف اُسکو پکار کر ہی
اللہ تعالیٰ کا زندہ کلام حاصل کر سکتے ہیں۔
آپ آج ہی اُسکی عطا کردہ نئی اِنسانیت کا حصہ بن سکتے ہیں۔

لیکن آپ کہتے ہیں،
"میرے ذہن میں تو کئی سوال ہیں"،
آپ نے گناہ پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے ؛
اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو برداشت کیوں کرتا ہے ؟
اُن کو پنپنے کی اجازت کیوں ؟
کیونکہ حال تو پُر مطالبہ مستقبل کیلئے
ایک مختصر تیاری کا وقت ہے
گنہگاروں کی ظاہری خوشحالی

در حقیقت اِک لعنت ہے،
کیونکہ وہ دولت کی وجہ سے ابتری کا شکار ہیں
اور آنیوالی عدالت کے لئے تیار نہیں
لہٰذا اُنکی "سرفرازی" دراصل اُنکے لئے تباہی کی چھاپ ہے۔
ہم موت اور ابدی عدالت سے
دِل کی صرف ایک دھڑکن کے فاصلے پر ہیں۔
جب ہم موت سے ہمکنار ہونگے
تو ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ابدی کلام
کی عدالت کے تخت کے سامنے کھڑے ہیں
۔۔۔ جو اُس میں ایمان رکھتے،
اور مُردہ مذہبی رسوم کو ترک کرتے ہیں
اُن کی سزا کلام نے اپنے اُوپر لے لی
(ہماری جگہ موت گوارہ کر کے)
جس قدر بھی کوئی شخص گنہگار ہو
جس قدر بھی کوئی اپنی پست حالی میں دھنسا ہو
ایسی حالت جو صرف ابدی عذاب کے لائق ہو
اُسی قدر اُسے بخشش حاصل ہو گی۔

ایمان سے عاری لوگوں کے لئے مسیحا کا رحم

نیچے دی گئی ایک سچی کہانی ہے
جو اللہ تعالیٰ کے ابدی کلام یعنی عیسیٰؑ المسیح کے
اِنصاف اور رحم پر مبنی پیار کو واضح کرتی ہے:
"صبح ہوتے ہی حضرت عیسیٰؑ عبادتگاہ میں دوبارہ نظر آئے؛
اور سب لوگ اُن کے پاس آئے
اور وہ بیٹھ کر اُن کو تعلیم دینے لگے
کچھ شریعت جاننے والے اُستاد اور
دیگر شریعت سے تعلق رکھنے والے لوگ

ایک عورت کو اُن کے پاس لائے
جو زنا کے عمل میں پکڑی گئی تھی
اور، اُسکو درمیان میں کھڑا کر کے، حضرت عیسیٰ سے کہا،
'اے اُستاد، یہ عورت زنا کے عمل میں پکڑی گئی ہے
اب موسیٰ کی توریت کے مطابق ہم پر لازم ہے،
کہ اِس قسم کی دیگر عورتوں کی طرح اِس کو سنگسار کیا جائے
آپ اِس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟'
اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کو آزمانے کے لئے
یہ سوال پُوچھا
تا کہ وہ اُن کو کسی الزام میں گھیر لیں۔
لیکن حضرت عیسیٰ نیچے جھکے
اور اپنی اُنگلی سے زمین پر کچھ لکھنے لگے۔
جب شریعت کے اِن پاسداروں نے اسرار کیا
کہ سوال کا جواب دیا جائے
تو حضرت عیسیٰ سیدھے ہوئے اور کہا:
'پہلا پتھر وہ مارے
جس نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا ہو۔'
اور دوبارہ جھک کر زمین پر لکھنے لگے۔
جب اُنہوں نے اُنکا جواب سُنا
وہ یہ سُن کر بڑوں سے لیکر چھوٹوں تک
ایک ایک کر کر نکل گئے
جب سب چلے گئے
اور حضرت عیسیٰ اُس عورت کے ساتھ تنہا رہ گئے
اُنہوں نے سر اوپر کر کے دیکھا اور کہا،
'اے عورت یہ لوگ کہاں گئے؟
کسی نے بھی تجھ پر الزام نہ لگایا؟
عورت نے کہا، 'اے خداوند کسی نے نہیں۔'
حضرت عیسیٰ نے کہا، 'میں بھی تجھ پر حکم نہیں لگاتا،

جا، پھر گناہ نہ کرنا۔ ' (۶۳)
کہانی میں بیان کی گئی عورت جانتی تھی
کہ اب موت ہی اُسکا مقدر ہے کیونکہ دو گواہوں (مقرر کردہ تعداد)
نے اُسے زنا کے عمل میں پکڑا تھا،
اور توریت میں اِس کی سزا موت ہے۔
حضرت عیسیٰؑ اُس عورت کے ساتھ نفرت انگیز برتاؤ کر سکتے تھے
جیسا کہ تمام مرد ایسی صورت میں عورتوں کے ساتھ کرتے آرہے ہیں۔
لیکن اِسکی بجائے اُنہوں نے اُس عورت کو نئی زندگی بخشی اور اُسے اِس قابل کیا
کہ وہ گناہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں نئی تخلیق کردہ مسلمان بن جائے۔
یہ تمام لوگوں یعنی مردوں اور عورتوں کے لئے خدا کی مرضی ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ رحم کرنے والا اور نئی زندگی دینے والا خدا ہے۔

اِس مواد کا لُبِ لُباب

ابتدا میں خدا نے
سوچا
تخلیقی کلام کے باعث بیان کیا
اور اپنے الٰہی کلام سے پکارا
اور عدمیت سے کائنات خلق کی
اور کسی چیز سے بھی نہیں بلکہ اُسکے کلام سے
گردش کرتے ہُوئے ستارے اپنی جگہ قائم ہیں
تمام خلق کی ہُوئی چیزوں میں سے اِنسان وہ واحد مخلوق ہے
جس کے پاس کلامِ ناطق و
کلامِ گویائی ہے۔
ایک اِنسانی کلام
۔۔ جو اپنی رُوح کو دیکھ سکتا ہے۔
کیونکہ اِنسانیت جانوروں کی شبیہ پر نہیں بنائی گئی

بلکہ اللہ تعالیٰ کی اپنی شبیہ پہنائی گئی ہے۔
جو ہے
ابدی خدا۔اپنے ابدی کلام کے ساتھ۔ اور اپنی ابدی رُوح کے ساتھ
وہی تو ہے جو سچا خدا ہے۔

اور یہ واحد خدا اکیلا
آدمیت کو ایک نئی تخلیق بناتا ہے
جو اُسکے جلال کو منعکس کرے
کیونکہ وہ اِنسانیت جسے وہ نئی بناتا ہے
وہ آدمی۔ تجدید شدہ عقل اور نئی زندگی پالینے والی رُوح ہے۔

ہم اپنی سرکش خود ستائی ہی کھوتے ہیں اپنا نفس نہیں
ہم اپنی پرانی آزاد شناخت ہی کھوتے ہیں اپنی پہچان نہیں
ہم مذہبی خیال آرائی میں غرق نہیں ہوئے
ہمیں خدا تک پہنچنے کیلئے کسی قسم کے باطنی علوم یا پُراسرار اعمال کی ضرورت نہیں ہے
ضرورت ہے تو صرف توبہ کی
اور ہر مقیّد سوچ کو اُس کے کلام کے تابع کریں
اور ابدی رُوح کی طاقت سے مغلوب ہو جائیں،
جو عقل عیسیٰ المسیح میں ہے ہم بھی ہو
تاکہ جب ہم جئیں، بولیں یا عمل کریں
تو اُسکی رفاقت میں کریں۔

نئے تخلیق شدہ مُسلمانوں کے لئے راستہ

آخرِ کار جو اِنسان
سیدھے راستے پر چلیگا
شیطان کبھی بھی اُسے زیر نہ کرپائیگا

صحیح راستے کا آغاز اللہ تعالیٰ کا زندہ کلام ہی ہے،
نہ کہ وہ کتابچے جن میں عبادت کے صحیح اور راست دستورالعمل مفقود ہوتے ہیں
ایک زندہ شخصی کلام جو بھیجا گیا ہو
اور جس میں زندگی ہو
اور کثرت سے ہو
ایک نئے اور زندہ راستے کے ذریعے
جو صرف اور صرف حضرت عیسیٰ کے بے خطا تحریری کلام سے ملتا ہے
حضرت عیسیٰ نے کہا، "میں ہی وہ راستہ ہوں
وہ سچائی اور وہ حیات میں ہی ہوں۔
کوئی بھی باپ تک نہیں پہنچ سکتا
سوا میرے وسیلہ کے۔"
(کوئی بھی دوسرا درمیانی نہیں،
کوئی دوسرا نبی نہیں جو اُس سے ارفع ہو،
آسمان کے نیچے اور کوئی نام نہیں
جس کے ذریعے سے ہم بچائے جائیں۔)
صحیح راستے کا مرکز ایمان ہے
نہ کہ ہماری اپنی راستبازی جو شریعت کے تابع ہو
یا ہمارے کاموں کا نتیجہ
اور نہ ہی ہمارے دینی اعمال واحسان۔
یہ اللہ تعالیٰ کی رُوح کی طاقت ہی ہے
جو ہمیں اُسکے کلام پر ایمان کے ذریعے سے ملتی ہے
کہ ہم اُسکی مرضی کو پورا کریں
اور اُسکی خوشنودی حاصل کریں
جو ہم میں خدا کی راستبازی کو جنم دیتی ہے
اور ایسا ایمان سے ہوتا ہے نہ کہ اعمال سے
مبادہ ہم شیخی ماریں۔
راستے کی ابتدا توبہ سے ہوتی ہے
جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلسل اعتراف کریں

اور اُن تمام چیزوں کو ختم کریں جو ہمیں
گناہ کی طرف لے جاتی ہیں
یعنی گنہگار دِل۔
ہم اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں
اور سچائی ہمارے اندر موجود نہیں۔
اگر ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کریں
تو وہ جو سچا اور عادل ہے
ہمارے گناہوں کو معاف کریگا
اور تمام ناراستی دھوڈالیگا۔

تمام اِنسانیت کا جھکاؤ،
جو اللہ تعالٰی نے فرداً فرداً لاگو نہیں کیا
بلکہ تمام نسلِ آدم نے شخصی طور پر اور آزادی سے
خود اپنے لئے چُنا ہے۔
اِس طرف ہے کہ گناہ کریں بے شک ہلاک ہو جائیں۔
لہذا ہمیں اپنے نفس کو مارنا ہو گا۔
ہمیں اپنے اندر اُن تمام چیزوں کو ختم کرنا ہو گا
جو گنہگار فِطرت میں حصہ دار ہیں
جیسے کہ پرانی اِنسانیت۔
(ہمیں آدم کی امت کی طرف سے مرنا ہو گا)
اور ہمیں خدا کے کلام میں دوبارہ خلق ہونا ہو گا۔
ہمیں خدا کے کلام کی روحانی امت میں
دوبارہ پیدا ہونا ہو گا۔

صحیح راستے کا راز یہ ہے
کہ کلام اللہ،
جو کہ نادیدنی خدا کی شبیہ ہے (کلسیوں ۱ : ۱۵)
عیسیٰ المسیح اِنسانِ کامل بنا

اور موت گوارہ کی کہ ہر فاسق کے قلب کو
گناہ سے پاک کرے
تا کہ ہم اپنی ابدی وراثت کا
نئی تخلیق بن کر یقین کر سکیں
اور روزانہ نئے بنتے جائیں اور کامل کیے جائیں
اللہ تعالیٰ کا یہ بھید عارضی طور پر پوشیدہ تھا
جو اب افشا گیا ہے
کہ عیسیٰ المسیح کُل اِنسانیت کا ماضی حال اور مستقبل ہے۔
جو تصوراتی یا فرضی امید اِنسانوں نے پال رکھی ہے
وہ حقیقت نہیں۔
سوائے اِس بات کے کہ حقیقت در حقیقت
اُسکے مُردوں میں سے جی اُٹھنے میں نظر آتی ہے۔
راستے کا مرکز
اِنسانِ کامل کی طرف لوٹنے میں ہے۔
جتنے بھی اُسکو پا لیتے ہیں
وہ اُنکو قوت بخشتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے وارث بن سکیں
اور ہم جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو گا
تو ہم اُس جیسے ہی ہونگے۔
راستے کے اختتام تک پہنچنے کا مطلب یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کی جائے،
اُسکے بیش قیمت اور پاک عشق کا علم رکھیں
جس کے ساتھ اُس نے ہم سے محبت کی
حتیٰ کہ ایسی محبت جو باپ اپنے بچوں سے کرتا ہے۔
یہ ہے وہ محبت جو خدا ہم سے کرتا ہے
وہی پدرانہ شفقت جو اُسکے پاس ابراہیم کے لئے تھی۔
(جس کے پہلے نام 'ابرام' کا مطلب ہے 'سر فراز کیا گیا باپ')
حضرت ابراہیم خود اِس قسم کے پیار کے ساتھ خدا کی طرف لوٹے
جب اُنہوں نے خدا کی راہ میں اپنے وارث کو قربان کرنے کی

رضامندی ظاہر کی۔

صحیح راستے کا اختتام یہ ہے
کہ اپنے روزمرّہ کے صحیح کام کاج ابدی روح کی
سمت بتانے والی اور تقویت بخشنے والی ہدایت میں کیئے جائیں۔
اِس قدم کا مطلب خدمت ہے
جو کہ زور سے نہیں
اور نہ طاقت سے کی جاسکتی ہے
بلکہ اُسکی ابدی روح سے۔

آپ یہ دُعا مانگ سکتے ہیں

"اے اللہ تعالیٰ تو رحم کرنے اور معاف کرنے والا ہے،
میں اعتراف کرتا ہُوں اور تیرے کلام سے متفق ہُوں
کہ میرا ارادہ گنہگار ہے
اور میں نے گناہ کیا ہے
اور مجھے اک نئے ارادے کی ضرورت ہے۔
میں کلام اللہ پر یقین رکھتا ہوں جو کہ عیسیٰؑ ہے،
اور تیرے ارادے کا بیان ہے
اور اپنی ابدی روح کی طاقت سے مجھے پاک کر سکتا ہے،
کہ میں اُس جیسا بن سکوں۔
کاش میں اُسکے بیش بہا خون بہانے کو نہ بھولوں۔
یعنی اُس بچانے والی قربانی کو جو میرے گناہوں
کی سزا کو مٹا دیتی ہے۔
میں آج اور ہر روز تجھ کو
پکارتا/پکارتی ہوں کہ مجھے
میرے گناہوں سے نجات دے

میں نے تجھے ناراض کیا اور
اپنے اور تیرے درمیان جدائی پیدا کی۔
اے عیسیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے جی اٹھنے والے کلام
میرے دل اور میری زندگی میں آ
اور مجھے اپنے پیار سے بھر دے
کہ میں تیری اطاعت کروں
اور تیرے احکام کی جو ابدی روح کے الہام سے
توریت اور انجیل میں اترے، پیروی کروں۔
جو کچھ عیسیٰ المسیح نے کیا، اسکی بنیاد پر،
میں یہ گذارش پیش کرتا ہوں،
کہ تخلیق کے نئے راستے پر میری رہنمائی کر۔
تعریف صرف اللہ کی ہو،
اور میں اپنے دل میں یقین کرتا ہوں
کہ حضرت عیسیٰ کلام اللہ
کے وسیلے سے میری دُعا سنی گئی ہے۔ آمین۔